حضور ﷺ کے
حکمت سے پُر ایمان افروز فیصلے
عکسِ سیرت
پیارے نبی ﷺ
کے
پیارے فیصلے
منصور احمد بٹ
(تمغۂ حسنِ کمال و تمغۂ صدارت)
زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور

حضور ﷺ کے حکمت سے پُر ایمان افروز فیصلے

Ph: 042-37248657- 37112954
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

2014ء

بار اول............................1100

ہدیہ............................300

ناشر............................نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2، دا تا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37248657

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5551519
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510

مردِ قلندر

ڈاکٹر شبیر احمد باصل

کے نام

جن کا دل آقائے نامدار ﷺ کی محبت وعقیدت

سے لبریز اور سرشار ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو آقا ﷺ

کے در کی زیارت نصیب کرے۔

(آمین)

اوراقِ رہنما

❀	قصاص، عدل	13
❀	اقبالِ جرم	16
❀	پناہ	21
❀	طلاق	23
❀	اسلام کا پہلا قصاص	24
❀	میراث	26
❀	بدلہ	27
❀	رحمت الٰہی	28
❀	حاملہ کے قتل کی سزا	29
❀	ورثہ کی تقسیم	31
❀	قسم کا طریقہ کار	32
❀	حق دار	36
❀	باپ کی بیوی سے نکاح کرنا	37
❀	غلام کی آمدن اور کفالت	38

❀	مقتول اور حد بندی	39
❀	بیع	40
❀	زخم کا بدلہ	41
❀	دعویٰ	42
❀	زانی کی سزا	45
❀	زنا اور توبہ	56
❀	شکار کا ذبح کرنا	59
❀	قربانی	60
❀	بھیانک انجام	61
❀	مال غنیمت کی تقسیم	63
❀	انصاف	66
❀	یہود کی مدینہ میں بدری	67
❀	مسلمانوں اور ان کے اموال	70
❀	قسم اور حکم خدا	72
❀	خبر ملنا اور تحقیقات کرنا	74
❀	کافر کا مال	76
❀	چار برتنوں کے بارے میں حکم	77
❀	تہمت	78

❀	دوسری امتوں پر کثرت	79
❀	لواطت	80
❀	عورت کا مرد کو پسند نہ کرنا	81
❀	شراب نوشی کی سزا	82
❀	انصاف اور غیر مسلم	84
❀	عادی چور کی سزا	86
❀	جانوروں پر شفقت	90
❀	ایک یہودیہ اور نبی کریم ﷺ کا درگزر	92
❀	جادوگر کی سزا	93
❀	عدت اور بناؤ سنگھار	94
❀	گستاخ رسول (ﷺ) کی سزا	95
❀	جاسوس کی سزا	98
❀	حق مہر	102
❀	جنگی قیدیوں کے لیے حکم	104
❀	اولاد کے بارے میں فیصلہ	108
❀	حلالہ کے بارے میں وضاحت	109
❀	فتح مکہ اور اعلان امن	110
❀	باپ کے حق میں فیصلہ	115

❀	کاشت کاری میں حصہ	117
❀	حاملہ سے نکاح	118
❀	نماز قصر کرنے کا حکم	119
❀	گمشدہ چیز ملنے پر	121
❀	وعدہ خلافی کی سزا	124
❀	محلم اور عتاب نبی (ﷺ)	126
❀	جہاد اور مجاہد	128
❀	طلاق اور کفارہ	129
❀	قاصد کی اہمیت	132
❀	چار گواہ	134
❀	پناہ کا احکام	136
❀	حرام اشیاء کے بارے میں حکم	140
❀	جزیہ کا حکم اور مقدار	142
❀	عورت کی مرضی	145
❀	خلوت صحیحہ کے پہلے شوہر کا انتقال	149
❀	شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری	151
❀	خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم	153
❀	مہر کی مقدار	155

❀	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک معاملہ	158
❀	رضاع کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم	160
❀	مال کی تقسیم	163
❀	متعہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم	164
❀	مساوات	166
❀	خلع کے بارے میں حضور ﷺ کا حکم	167
❀	ایک مجوسی کا واقعہ	170
❀	طلاق کی گواہی اور خاوند کا انکار	171
❀	تخیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حکم	172
❀	حلال چیزوں کو حرام قرار دینا	174
❀	تین سے کم طلاقیں	178
❀	ہندہ رضی اللہ عنہا کی بیعت	179
❀	حضرت میمونہ سے نکاح	181
❀	ماہ حرام میں جنگ نہ کرنے کا حکم	182
❀	کفار کے ساتھ صلح کا مسئلہ	188
❀	حاملہ عورت کے ساتھ نکاح	190
❀	اقراء سے کیا مراد ہے	195
❀	ظہار کے بارے میں حکم	198

❀	چوری کے مال کے بارے میں حکم	201
❀	صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم	203
❀	ودیعت یا امانت کے متعلق احکام	205
❀	ناجائز بچے کے بارے میں حکم	208

حرفِ محبت

سلام اس پاک اور اللہ کے محبوب محمد ﷺ کی ذات بابرکات پر، اور ہزاروں درود و سلام، جو باعثِ وجہ کائنات ہے، وہ آقائے دو جہاں ﷺ جو ہمارے لیے رحمت ہی رحمت اور شفقت ہی شفقت ہیں۔

اس اللہ رب العزت کا کروڑہا شکر کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا، اور اپنے محبوب ﷺ کی غلامی کے سنہری طوق سے ہماری گردنوں کو زینت بخشی۔ اس پر ہم اللہ رب العزت کا جس قدر بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ ہر ہر لمحہ زریں اور قابل فخر ہے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف اپنی دنیا کو سنوار سکتے ہیں بلکہ اپنی آخرت کا سامان بھی مہیا کر سکتے ہیں۔

یہ اللہ رب العزت کی بہت بڑی عنایت اور میرے لیے سعادت عظیم ہے کہ اس نے مجھ حقیر کو اپنے محبوب ﷺ کی سیرت مبارکہ پر قلم اٹھانے کی سعادت نصیب فرمائی۔ اس پر میں اللہ رب العزت کا جس قدر شکر ادا کروں وہ کم ہے۔ شاید میرا یہ عمل میری دنیا کو بھی سنوار دے اور میری آخرت کی راہیں بھی آسان فرما دے۔

"پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے" عکس سیرت کی اگلی کڑی

ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں نبی برحق ﷺ کے کیے گئے فیصلوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کئی فیصلے فرمائے۔ ان میں سے کچھ فیصلوں کو یکجا کر کے آپ کے لیے کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ہر لفظ، ہر بات اور عمل ہمارے لیے قابل تقلید ہے۔

اللہ رب العزت میری اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی سعادت نصیب ہو۔ اللہ رب العزت ہمہ وقت ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے ادنیٰ غلاموں میں شمار رکھے۔ ہمارے لیے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

امید واثق ہے کہ عکس سیرت کی یہ کتاب بھی ہماری زندگیوں کا رخ موڑ کر رکھ دے گی، ہماری زندگیوں کو روشن و منور کرے گی۔

اللہ رب العزت علیم و خبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے دل میں کتنی حب رسول ﷺ ہے۔ اللہ رب العزت اس محبت کو مزید تقویت بخشے، اور ہمیں آپ ﷺ کے غلاموں کی قطاروں میں جگہ دے۔ آمین

والسلام

منصور احمد بٹ

قصاص، عدل

ایک حدیث پاک میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میرے والد (حضرت بشیر رضی اللہ عنہ) مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک غلام تھا میں نے اس لڑکے کو بخش دیا۔"

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:

"اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے؟"

انہوں نے کہا:

"نہیں۔"

اس پر سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تو اس غلام کو واپس لے لے۔"

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے؟"

انہوں نے کہا:

"نہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنی اولاد میں برابری و مساوات کا معاملہ کرو۔''

ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''پھر تو مجھے گواہ مت بنا میں ظلم کا گواہ نہیں بنوں گا۔''

ایک تیسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں؟''

میرے والد نے کہا:

''ہاں۔''

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''پھر ایسا مت کرو۔'' (بخاری شریف و مسلم شریف)

❀

شوال ۴ ہجری میں قبیلہ عرینہ کے آٹھ آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ مدینہ کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی اور بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحت کی غرض سے اپنی نواح قبا میں اس چراگاہ کی طرف بھیج دیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ چرتے تھے۔ وہ لوگ وہاں رہے یہاں تک کہ تندرست اور فربہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی نیت اچانک خراب ہو گئی اور ایک دن سرکاری چرواہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام لیسار رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری بے رحمانہ طریقے سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ا ور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں ہنکا کر لے گے۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بڑا عجیب و غریب تھا کیونکہ بیک وقت ارتداد، ڈاکہ، قتل محاربہ اور بے رحمانہ سلوک کے جرائم کا ارتکاب کیا گیا تھا اور گویا عین وارا

حکومت مدینہ میں جہاں امن وانتظام کرنے کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ نے لے رکھی تھی، وہاں امن وامان خراب کرنے کی کوشش کی گئی جسے قائم کرنا رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں شامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فوری کارروائی کی اور ان کو قرارواقعی سزا دینے کے لئے پہلے فوری طور پر بیس سواروں کے ساتھ حضرت کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ کو تعاقب میں بھیج کر انہیں گرفتار کروایا اور اس کے بعد قصاص عادل کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں عدل وانصاف کی رو سے مجرموں کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے آنکھوں میں سلائیاں پھیری گئیں پھر وہیں سولی پر لٹکا دیا گیا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

اقبالِ جرم

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت صحیح مسلم میں ذکر ہے جو حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے ان کے سامنے بیان کی۔ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس ایک دوسرے شخص کو رسے کے ساتھ کھینچتا ہوا لایا اور فریاد کی:

"یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔"

اس پر حضور ﷺ نے شخص مذکور سے دریافت کیا:

"کیا تو نے قتل کیا ہے۔"

ابھی ملزم جواب نہ دینے پایا تھا کہ حضور ﷺ نے مدعی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اگر اس نے اعتراف جرم نہ کیا تو تمہیں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شہادت پیش کرنا ہوگی۔"

مگر ملزم نے جواب دیا:

"ہاں حضور ﷺ فی الحقیقت میں نے قتل کیا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"کس طرح؟"

عرض کیا:

"حضور ﷺ میں اور مقتول دونوں ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ

رہے تھے کہ اس نے مجھے گالی دی۔ اس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کے سر پر کلہاڑی دے ماری اور اس کی موت واقع ہوگئی۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تیرے پاس کچھ مال ہے جو تو اپنی جان کے بدلے میں ادا کرے؟“

اس نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی مال نہیں سوائے اس کمبل اور اس کلہاڑی کے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تجھے خیال ہے کہ تمہاری قوم تمہاری بجائے مال ادا کر کے تمہیں چھڑا لے گی؟“

جواب دیا:

”یارسول اللہ ﷺ میں اپنی قوم کی نظر میں اس سے بھی کم وقعت رکھتا ہوں کہ میرے بدلے وہ کوئی مال ادا کرے۔“

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی رسی اس کی طرف پھینک دی اور فرمایا:

”تم جانو اور تمہارا ساتھی۔“

جب وہ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر اس شخص نے اس کو قتل کر دیا تو وہ بھی اسی کی طرح قتل کے جرم کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔“

کسی طرح حضور ﷺ کی یہ بات اس شخص کو بھی پہنچ گئی۔ وہ واپس آیا اور عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں نے اس شخص کو قتل کر دیا تو میں بھی اس کی مانند قتل

کے جرم کا مرتکب قرار پاؤں گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے اسے حضور ﷺ ہی کے حکم سے پکڑا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

"کیا تم پسند نہیں کرتے کہ یہ شخص مقتول کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے سر پر اٹھالے؟"

اس نے جواب دیا:

"کیوں نہیں۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"پھر ایسا ہی ہوگا کہ مقتول کے گناہوں کا بوجھ بھی اس کے سر پر پڑے گا۔"

یہ سن کر اس نے وہ رسی جس کے ساتھ اس نے ملزم کو باندھا ہوتھا پھینک دی اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک حدیث میں بھی یہ سارا واقعہ اس طرح درج ہے۔

البتہ اس میں اتنا فرق ہے کہ جب شخص مذکور واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

پس ایک شخص اس کے پاس آیا اور اسے حضور ﷺ کی بات سے آگاہ کیا تو اس نے شخص کو چھوڑ دیا۔

اسمٰعیل بن سالم کا بیان ہے:

"میں نے جب حبیب بن ابی ثابت سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابن اشرع نے یہ حدیث اس طرح بیان کی تھی کہ حضور ﷺ نے شخص مذکور کو ملزم کے معاف کر دینے کے لیے کہا تھا تو اس نے حضور ﷺ کی اس بات کو

مانے سے انکار کر دیا اور مسند ابن ابی شیبہ میں وائل بن حجر الحضرمی کی حدیث میں بھی یہ واقعہ اسی طرح بیان ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے مقتول کے ولی سے دریافت کیا:

''کیا تو مجرم کو معاف کر سکتا ہے۔''

تو اس نے کہا:

''نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم خون بہا قبول کرو گے؟''

کہا: ''نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا پھر اس کو قتل کرو گے؟''

اس نے کہا: ''ہاں!''

اس کی بات حضور ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی اور پھر فرمایا:

''اگر تو اس کو معاف کر دے تو وہ اپنے گناہ کے بوجھ سے ذمہ دار ہو گا۔''

مسند ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث منقول ہے کہ حضور ﷺ کے حضور پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے شخص مذکور کو مقتول کے ولی کے سپرد کیا۔ ملزم نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے یہ فعل دانستہ سرزد نہیں ہوا۔''

حضور ﷺ نے ولی سے فرمایا:

''اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہوا اور تو نے اسے قتل کر دیا تو تو دوزخ میں جائے گا۔''

اس پر اس شخص مذکور نے اسے چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ اپنی رسی کو کھینچتا ہوا نکلا۔ اس پر لوگوں نے اس کا نام رسی والا ڈال دیا۔

نسائی کی کتاب میں ہے کہ ملزم نے کہا:

"واللہ کہ میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔"

پس رسول ﷺ نے فرمایا:

"اگر ملزم کا بیان صحیح ہو تو پھر تو بھی اس کو قتل کر کے دوزخ میں جائے گا۔"

❀❀❀

پناہ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
"میں فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے، اور آپ ﷺ کی صاجزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔
آپ ﷺ نے پوچھا:
"کون ہے؟"
میں نے عرض کیا:
"میں ام ہانی ابو طالب کی بیٹی ہوں۔"
حضور ﷺ نے فرمایا:
"ام ہانی (رضی اللہ عنہا) کا آنا مبارک ہو۔"
پھر جب آپ ﷺ غسل فرما چکے تو جسم اطہر پر کپڑا لپیٹتے ہوئے آپ ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں نے عرض کیا:
"میری ماں کے بیٹے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے یہ کہا کہ میں نے (حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے) جس شخص کو اپنے گھر میں پناہ دی

ہے یعنی ہبیرہ کے بیٹے کو وہ اسے قتل کرنے والے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فیصلہ) فرمایا:

"ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! جس کو تم نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے پناہ دی ہے۔"

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ چاشت کے وقت کا ہے۔

❀❀❀

طلاق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ نبی کریم ﷺ اس بات سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا:

"عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کو واپس کرے اور اس کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے اس کے بعد طلاق دینا ضروری ہو تو پاک ہونے کی حالت میں اس کو طلاق دے اور اس عرصہ میں اس کو ہاتھ نہ لگائے اور یہی وہ عدت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس میں ان کو طلاق دی جائے۔"

دوسری روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ وہ رجوع کرے اور پھر اس کو پاکی یا حمل کی حالت میں طلاق دے۔" (بخاری شریف)

❀❀❀

اسلام کا پہلا قصاص

ابن اسحاق کا بیان ہے:

''نبی کریم ﷺ طائف کی سمت جاتے ہوئے نخلہ یمانیہ پر سے گزرے۔ اس کے بعد مختلف مقامات مثلاً قرن، ملیح، لیہ اور اس کے بعد حرۃ الرعا پر۔ وہاں آپ ﷺ نے مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا کی۔ عمر ابن شعیب نے مجھ سے ذکر کیا کہ اس روز حرۃ الرغا میں آپ ﷺ نے ایک خون کا قصاص لیا اور وہ اسلام میں سب سے پہلا خون ہے جس کا قصاص لیا گیا۔

بنی لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے اس کے بدلے میں اس شخص کو موت کی سزا دی۔ واضح رہے کہ اس کو سزا دینے سے پہلے قسامت (اگر کسی مقام میں کوئی مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے تو اس مقام کے کچھ لوگوں کو اس بارے میں قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس طریق کار کا نام قسامت ہے) کا طریقہ اختیار کیا گیا اور قاتل کے خلاف جرم قائم کرنے کے لیے ایک جماعت کو قسم کھانے کے لیے کہا گیا اور سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محلم بن جثامہ جب عامر بن اضبط رجعی کو قتل کر دیا تو مقتول کے وارثوں نے قاتل کے خلاف قسم کھائی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے خون کی دیت دلانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک سو اونٹ دیت میں دلائے۔ اس

واقعہ کے بعد محلم بن جثامہ تھوڑی ہی مدت زندہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ سات دن سے بھی کم، پھر وہ مرگیا۔ جب اسے دفن کیا گیا تو زمین نے بھی اس کو قبول نہ کیا، بلکہ اسے اگل ڈالا۔
سیرت کی کتابوں میں یہ بھی کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"الٰہی محلم بن جثامہ کو نہ بخشا۔"

پس زمین نے اسے تین مرتبہ اگل دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"زمین اس سے بھی برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے کہ اس شخص کو تم لوگوں کے لیے عبرت کا موجب بنائے۔
پس لوگوں نے اس کی لاش کو دو وادیوں کے درمیان ڈال دیا اس کو درندے کھا گئے۔"

میراث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دونوں صاجزادیوں کو لے کر جو کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے تھیں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ یہ دونوں بچیاں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ ان بچیوں کے باپ احد کی لڑائی میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور شہید ہو گئے تھے، اور ان کے چچاؤں نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اب مال نہ ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی نکاح بھی نہیں کرتا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس معاملہ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا۔"

چنانچہ میراث کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے لڑکیوں کے چچاؤں کو طلب فرمایا اور حکم دیا:

"لڑکیوں کو دو تہائی مال دو اور آٹھواں حصہ لڑکیوں کی ماں کو دو اور باقی جس قدر بچ جائے وہ تمہارا ہے۔" (ترمذی ابوداؤد)

❀❀❀

بدلہ

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک لونڈی زیور پہنے ہوئے شہر میں نکلی تو ایک یہودی نے اسے پتھر دے مارا۔ اس لڑکی کو نبی کریم ﷺ کے حضور لایا گیا تو ابھی اس میں تھوڑی جان باقی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا:

"کیا تجھے فلاں شخص نے مارا ہے؟"

اس نے سر کے اشارہ سے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر پوچھا تو اس نے اشارہ کے ساتھ کہا ہاں۔ پس یہودی کو پیش کیا گیا اور اسے برابر پوچھتے رہے، یہاں تک کہ اس نے اقرار کرکہ ہاں میں نے مارا ہے پس رسول کریم ﷺ نے اسے اسی طرح قتل کیے جانے کی سزا دی۔

صحیح میں درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں سنگساری کا حکم چنانچہ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاتل کو بھی اسی قسم کی چیز سے قتل کیا جائے جس کے ساتھ اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ مثلاً پتھر لاٹھی، گلے کو گھونٹنا وغیرہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو قول بھی یہی ہے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایسا اشارہ جو سمجھ میں آ جائے وہ کلام کے برابر ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

❀❀❀

رحمت الٰہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ربیع نے ایک انصاری لڑکی کی دانت توڑ دیا۔ اس لڑکی کے رشتہ دار نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! نہیں اللہ کی قسم اس کے دانت (قصاص) میں نہیں توڑے جائیں گے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا حکم بدلہ لینے کا ہے۔"

آخر وہ لوگ دیت پر رضامند ہو گئے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔" (بخاری ومسلم)

❀❀❀

حاملہ کے قتل کی سزا

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کی روایت ہے:

''بنی ہذیل کی دو عورتوں میں ایک عورت نے دوسری کے پتھر مارا جس سے اس کے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ حضور رسول مقبول ﷺ نے حکم دیا۔''

''اس کے بدلے میں ایک نصر غلام یا ایک لونڈی دی جائے۔''

مسلم کی ایک اور حدیث میں وارد ہے:

''اس کو خیمہ کی چوب سے مارا اور وہ حمل سے تھی اور اس کی سوکن تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے مقتولہ کی دیت کو قاتلہ کے ان رشتہ داروں پر ڈال دیا جو اس کے ورثہ میں زیادہ قریبی تعلق نہ رکھتے تھے۔ بچہ کے بارے میں حکم دیا کہ ایک غلام یا لونڈی دی جائے یا دیت کا بیسواں حصہ جس کی مقدار پانچ سو درہم ہے۔''

نسائی میں وارد ہے:

''اس نے مقتولہ کو خیمہ کی چوب سے مارا، جس سے وہ اور اس کے پیٹ کا بچہ دونوں مر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے لیے تو لونڈی یا غلام دینے کا حکم صادر فرمایا اور مقتولہ کے بدلے میں قاتلہ کرنے حکم دیا۔''

نسائی کے علاوہ بعض دوسری کتب میں بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قاتلہ کو مقتولہ کے بدلے میں قتل کرادیا اور بچہ کے بدلے میں پچاس دینار یا چھ سو درہم ادا کرنے کا حکم دیا، اور قتادہ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور مالک بن انس رضی اللہ عنہ بھی اس کے قائل ہیں۔

صحیح بخاری کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قتل کرنے والی عورت کو قتل نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"نبی کریم ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت کے پیٹ کے بچہ کے متعلق غلام یا لونڈی دینے کا حکم جاری فرمایا لیکن پھر عورت جس کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا تھا مر گئی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ورثہ کے حق دار اس کے بیٹے اور خاوند ہے اور دیت کے ذمہ دار اس کے دور کے رشتہ دار۔"

❀❀❀

ورثہ کی تقسیم

حضرت ہذیل بن شرجیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی فوت ہوا اور اس نے ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن وارث چھوڑے۔ ان میں مال کی تقسیم کس طرح ہوگی؟"

انہوں نے فرمایا:

"بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف اور پوتی کو کچھ نہیں۔"

پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے بھی پوچھ لو۔ وہ مجھ سے اتفاق کریں گے۔"

چنانچہ یہ مسئلہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا اس سے بھی آگاہ کیا گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"میں گمراہ سمجھا جاؤں گا اور اپنے آپ کو راہ حق پر نہ پاؤں گا اگر میں اس فتویٰ سے موافقت کروں گا۔ میں تو وہ فیصلہ دوں گا۔ جو نبی کریم ﷺ نے دیا ہے کہ بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا حصہ دو تا کہ تہائی پورے ہو جائیں اور باقی جس قدر بچا یعنی ایک تہائی وہ اپنی بہن کا ہے۔" (بخاری شریف)

قسم کا طریقہ کار

موطا امام مالک میں ایک شخص کی زبانی مروی ہے۔اس کی قوم کے بعض اکابر نے اس سے ذکر کیا کہ ایک مہم کے سلسلہ میں پہلے حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد محیصہ نام کے ایک شخص خیبر میں گئے۔ جب محیصہ خیبر میں وارد ہوا تو اطلاع دی گئی کہ عبداللہ بن سہیل کو کسی شخص نے قتل کر دیا اور اس کی لاش کو کسی کنوئیں یا چشمے میں ڈال دیا گیا۔ پس اس نے یہود سے کہا:

''خدا کی قسم، تم لوگوں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔''

انہوں نے جواب دیا:

''نہیں، ہم نے قتل نہیں کیا۔''

پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا ہے اور ان سے اس تمام واقعہ کا ذکر کیا۔ اس پر وہ خود اس کا بھائی اور عبدالرحمن جو مقتول کا بھائی تھا۔ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محیصہ نے بات شروع کرنی چاہی اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حویصہ کو کلام کرنے دو کیونکہ وہ بڑا ہے۔''

اس پر حویصہ نے اپنا مافی الضمیر عرض کیا۔ بعد ازاں محیصہ نے تمام واقعہ گوش گزار کیا۔ اس حضور ﷺ نے فرمایا:

''یہودی تمہارے آدمی کا خون بہا ادا کریں ورنہ جنگ کے لیے

تیار ہو جائیں۔"

اس کے بعد نبی کریم و نے یہود کی طرف حسب قرار داد لکھ بھیجا انہوں نے جواب تحریر کیا:

"واللہ ہم نے عبداللہ کو قتل نہیں کیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے حویصہ محیصہ اور عبدالرحمن سے استفسار کیا کہ کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ فی الواقعہ یہود نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے بار بار سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا:

"نہیں۔ کیونکہ قتل ہمارے سامنے نہیں ہوا۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہودی تمہارے لیے قسم کھائیں گے۔"

انہوں نے گزارش کی:

"یارسول اللہ ﷺ وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ ہم ان کی قسم کو کس طرح قبول کریں۔"

اس پر حضور ﷺ نے خون کی دیت کے طور پر ایک سو اونٹنیاں مقتول کے وارثوں کو دیں۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم پچاس آدمی ان کے ایک شخص کے خلاف قسم کھائیں کہ اس آدمی نے عبداللہ کو قتل کیا ہے تو اسے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔"

صحیح بخاری میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم قاتل کے خلاف شہادت پیش کرنے پر آمادہ ہو؟"

انہوں نے عرض کیا:

''ہمارے پاس کوئی شہادت نہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ حلف اٹھائیں گے۔''

جواب دیا:

''ہمیں یہود کی قسم کا اعتماد نہیں۔''

اس پر حضور ﷺ نے حکم دیا:

''زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے دیت ادا کی جائے۔''

کیونکہ حضور ﷺ نے یہ امر پسند نہ فرمایا کہ مقتول کا خون رایگاں جائے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قسامت پر قتل کی سزا وارد ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم حلف اٹھاتے ہو اور اپنے عزیز کے خون کے دعویٰ دار بنتے ہو۔''

اور کتاب مسلم کی حدیث میں ہے:

''پس اسے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔ مالی مقدمات کے قاعدہ کے خلاف اس میں مدعیوں کو قسم کھانے کے لیے کہا گیا ہے۔ صرف حلف اٹھانے سے انکار کرنے پر معاملہ کا تصفیہ نہیں کیا جاتا جب تک کہ مدعا علیہم کو قسم اٹھانے کے لیے نہ کہا جائے۔''

ذمی لوگ جب شریعت کا کوئی حق ادا کرنے سے انکار کر دیں تو ان کے ساتھ جہاد واجب ہے۔ جو شخص حاکم وقت سے دور ہو ضروری نہیں کہ اسے پیش کیا جائے بلکہ کافی ہے کہ اس مقام میں حکم لکھ کر بھیج دیا جائے۔ قاضی کو گواہوں کے بغیر بھی حکم

جاری کرنا جائز ہے قسامت میں محض ایک شخص کی قسم کافی نہیں۔

ذمیوں پر اسلامی قوانین کے ماتحت فیصلہ عائد کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ جب نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں یقین واثق نہیں ہوا کہ فی الواقعہ عبداللہ کو یہود نے قتل کیا ہے، تو آپ ﷺ نے زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے مقتول کا خوں بہا دینے کی ہدایت فرمائی۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی کو زکوٰۃ میں سے اس کے نصاب سے زیادہ مال دیا جائے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اس بارے میں متفق الرائے ہیں:

"سب سے اول خون کی مدعیان کو حلف اٹھانے کا حکم دیا جائے۔"

البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس صورت میں قسم کی ضرورت نہیں۔ جب مقتول یہ بیان کر دے کہ میرے قتل کا ذمہ دار فلاں شخص ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

"جب مدعی اور مدعی علیہ میں باہم ایسی عداوت ہو جیسی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تھی تو قسامت واجب ہے ورنہ نہیں۔"

اور ابن لبابہ نے نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی طرف توجہ دلائی ہے:

"اگر لوگوں کے دعویٰ کے مطابق عمل کیا جائے تو لوگ خواہ مخواہ ایک دوسرے پر جان اور مال کا دعویٰ کرنے لگ جائیں گے۔"

❀❀❀

حق دار

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ مدتوں اس کا برتن رہا اور میری چھاتی اس کی مشک رہی اور میری گود اس کا گہوارہ یعنی میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک مدت تک پالا ہے اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور وہ مجھ سے اپنے بیٹے کو چھین لینا چاہتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب تک تو نکاح نہ کرے اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔''

(ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شخص اپنے ہبہ کو واپس نہ لے لیکن اس ہبہ کو واپس لینا جائز ہے جو باپ نے بیٹے کو کیا ہو۔'' (نسائی)

❀❀❀

باپ کی بیوی سے نکاح کرنا

نسائی اور مسند ابن ابی شیبہ میں براء سے مروی ہے:

"میں اپنے ماموں ابو بردہ سے ملاقات کرنے گیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ مجھے رسول خدا ﷺ نے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اور رسول خدا ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔"

بعض دوسری کتابوں کے بیان کے مطابق یہ ہے:

"اس کا سر کاٹ لا اور اس کا مال لوٹ لے۔"

ابن السکن کی کتاب الصحابہ میں مذکور ہے کہ خالد بن ابی کریمہ نے معاویہ بن مخمرہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ معاویہ کے دادا کو ایک ایسے شخص کی جانب بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ پس انہوں نے شخص مذکور کی گردن ماری اور اس کا مال لوٹ لیا۔

❀❀❀

غلام کی آمدن اور کفالت

حضرت مخلد بن خفاف سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

''میں ایک غلام خریدا تھا اور اس کو کسی کام پر لگا دیا تھا۔ پھر مجھے اس کے عیب پر اطلاع ملی۔ اس کا مقدمہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کیا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں غلام کو واپس کر دوں اور جو کچھ آمدنی ہوئی ہے وہ بھی واپس کر دوں۔''

پھر وہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا:

''میں شام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا۔''

اور پھر ان سے جا کر یہ کہا کہ مجھ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر دی ہے۔

''ایسے معاملہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ آمدنی کفالت کرنے والے کے ساتھ ہے۔ یعنی جو کفالت کرتا ہے وہی آمدنی کا حق دار ہے یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کیا آمدن مجھے واپس ملے۔'' (شرح السنۃ)

❀❀❀

مقتول اور حد بندی

مسند ابی شیبہ میں ابوسعید سے روایت ہے کہ ایک مقتول کو دیکھا گیا، کہ وہ دو بستیوں کے درمیان پڑا ہوا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے حکم سے دونوں بستیوں کے فاصلہ کو ناپا گیا پس جس بستی کا فاصلہ مقتول کے نزدیک تر پایا گیا، اس بستی کے باشندوں کے ذمے قتل کے الزام کی مدافعت لگائی گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے:

''ایک مقتول چند گھروں کے درمیان پایا گیا۔''

آپ ﷺ نے حکم فرمایا:

''مدعا علیہم حلف اٹھائیں۔ اگر وہ حلف اٹھانے سے انکار کریں تو دیت کے آدھے حصے کا بوجھ مدعا علیہم کے ذمے ہوگا اور باقی کا نصف حصہ ساقط قرار دیا جائے گا۔''

❀❀❀

بیع

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"نبی کریم ﷺ نے مجھے ایسی چیز کے فروخت کرنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔"

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ کہتے ہیں:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے۔ وہ چیز میرے پاس نہیں (میں بیع کر دیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کر اسے دیتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا:

"جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے بیع نہ کرو۔" (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

❀

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"غلے والے قافلے کا استقبال نہ کرو اگر کسی نے استقبال کر کے اس سے خرید لیا اور پھر وہ مالک (بائع) بازار میں لایا تو اسے اختیار ہے کہ (یعنی اگر خریدنے والے نے بازار کا غلط نرخ بتا کر اس سے خرید لیا ہے تو) مالک بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔" (مسلم شریف)

زخم کا بدلہ

ایک شخص نے کسی کے پاؤں کو زخمی کر دیا۔ زخم کھانے والے نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں استغاثہ پیش کر دیا:

"یارسول اللہ ﷺ مجھے اس سے بدلہ دلائیے۔"

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"زخم کے مندمل ہو جانے تک تم صبر کرو۔"

لیکن اس شخص نے اس بات پر اصرار کیا کہ فوراً بدلہ لیا جائے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کا بدلہ دلا دیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس شخص کا زخم اچھا ہو گیا لیکن بعد میں وہ خود بخود لنگڑا ہو گیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں اس بات کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ زخم اچھا ہونے تک صبر کرو لیکن تم نے میری بات قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے تجھے رد کر دیا اور تو ایک لمبے عرصے کے لیے لنگڑا ہو گیا۔"

اس واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اب جس کسی کو کسی کے ہاتھوں زخم پہنچے تو وہ فوری طور پر اس کا بدلہ نہ لے، بلکہ اس وقت کا انتظار کرے کہ اس کا زخم اچھا ہو جائے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو خرابی لنگڑے پن وغیرہ کی قسم سے ہو اس کا بدلہ صرف دیت ہے لیکن جس شخص نے زخم کا قصاص لیا اور قصاص دینے والے کو زیادہ زخم پہنچ گیا تو وہ دیت کا حق دار ہے۔

دعویٰ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں دو اشخاص نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کیے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرما دیا۔" (ابوداؤد)

❀

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"دو اشخاص نے میراث کے متعلق نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی کے موافق اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔"

یہ سن کر دونوں نے عرض کیا:

"یارسول ﷺ! میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یوں نہیں بلکہ تم دونوں جا کر اسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو۔ پھر قرعہ اندازی کر کے اپنا اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک

دوسرے سے (اگر ایک کے حصہ میں دوسرے کا حق چلا گیا ہو تو) معافی کرالے۔"(ابوداؤد)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہر دو کتب میں وارد ہے:

ایک شخص نے کسی دوسرے کے ہاتھ پر کاٹ کھایا۔ اس نے جب اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو شخص مذکور کے اگلے دانت گر گئے لوگوں نے اس قضیہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ایک شخص اپنے ایک بھائی کو اونٹ کی طرح سے کاٹ کھاتا ہے جاؤ اس کی کوئی دیت نہیں۔"

ابوداؤد میں بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحیح و سالم آنکھ کے بارے میں جو ضرب کے نتیجے میں کمزور ہوگئی۔ ایک تہائی دیت کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا۔

مدونہ اور موطا میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک سو دینار کی روایت مروی ہے۔ حضرت امام مالک نے فرمایا ہے:

"اس بارے میں وقت کا مجتہد اپنے اجتہاد کے ساتھ مناسب فیصلہ کر سکتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی۔ مشتری کو اس زمین میں سے ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا۔ اس نے بائع سے کہا:

''یہ سونا تم لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا۔''

بائع نے کہا:

''میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیع کر دیا ہے۔''

ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا۔اس نے دریافت کیا:

''تم دونوں کی اولادیں ہیں؟''

ایک نے کہا کہ میرا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے حاکم نے کہا۔ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کر دو اور مہر میں دے دو۔''(مسلم شریف)

زانی کی سزا

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں منقول ہے:

"بنی اسلم کا ایک شخص حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا:

"میں زنا کر مرتکب ہوگیا ہوں مجھ پر حد شرعی قائم کیجئے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا:

"کیا تم نے میرے سوا کسی اور سے بھی اقرار کیا ہے؟"

اس نے عرض کی:

"نہیں۔"

اس پر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

"جا اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر اور اس واقعہ کو پوشیدہ رکھ اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول پر اس شخص کے دل کو اطمینان نہ ہوا۔ اس لیے وہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور صورت حال بیان کی انہوں نے بھی اسے ویسا ہی جواب دیا جیسے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

لیکن وہ اب بھی مطمئن نہیں ہوا اور سیدھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔حضور ﷺ نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا اس نے پھر کہا اور پھر کہا لیکن تینوں مرتبہ حضور ﷺ نے اعراض کیا۔

آخر جب اس نے بار بار اصرار کیا تو حضور ﷺ نے اس کے گھر والوں کو کہلا بھیجا کہ آیا اس شخص کو جنون کا عارضہ ہے یا یہ دیوانہ ہے۔انہوں نے جواب میں عرض کیا:

''نہیں اسے کسی قسم کو کوئی عارضہ نہیں ہے۔بلکہ وہ بالکل تندرست ہے۔''

اس پر حضور ﷺ نے اس سے سوال کیا:

''کیا تو شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ؟''

اس نے جواب دیا:

''شادی شدہ۔''

پس نبی کریم ﷺ نے اس کو سنگسار کر دیا۔

❀

صحیح بخاری میں ہے کہ بنی اسلم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کے جرم کا اعتراف کیا۔حضور ﷺ نے اس سے دریافت کیا:

''کیا تجھے جنون ہے؟''

اس نے عرض کیا:

''نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تو شادی شدہ ہے؟''

اس نے عرض کیا:

''ہاں۔''

اس پر نبی کریم ﷺ کے حکم سے اسے جنازہ گاہ میں سنگسار کر دیا

گیا۔ جب پتھروں کی بوچھاڑ ہوئی تو بے تاب ہو کر بھاگ نکلا
لیکن پکڑ لیا گیا اور پھر سنگسار کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔
نبی کریم ﷺ نے اس کو ذکر خیر کے ساتھ یاد فرمایا اور اس کے
متعلق فرمایا:
"قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے
اب وہ ضرور بہشت میں ہے اور ان میں غوطے مار رہا ہے۔"

❀

موطا میں وارد ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اعتراف کیا کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"جا اور دودھ پلا۔"
جب دودھ پلانے کی میعاد ختم ہوگئی تو پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:
"جا اس بچے کو کسی کے سپرد کر آ۔"
چنانچہ وہ اسے کسی کے سپرد کر کے حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے حکم دیا:
"اس سنگسار کر دیا جائے۔"
پس اس کے لیے سینے تک ایک گہرا گڑھا کھودا اور پھر اسے سنگسار کر دیا گیا۔
حضور ﷺ نے اس کے جنازہ کی دعا پڑھی۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:
"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ایک ایسی عورت کی جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں جس نے زنا کیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو ان کی مغفرت کے لیے کافی ہو اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی جان دی۔''

اور نسائی میں وارد ہے:

''اس کے سنگسار کرتے وقت رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ ایک خچر پر سوار تھے، اور حضور ﷺ نے بھی ایک کنکر اسے مارا۔''

موطا کی اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی فرد ایک مرتبہ زنا کا اقرار کرے تو اس پر حد قائم کر دی جاتی ہے یہ بات ضروری نہیں کہ وہ چار مرتبہ اقرار کرے۔ دوسرا فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جس کو سنگسار کیا جاتا ہے اسے کوڑے نہیں لگائے جاتے۔ تیسرا فقہی مسئلہ یہ ہے کہ مجنون کے اقرار کا کوئی اثر نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''کیا اسے جنون ہے۔''

موطا میں ایک اور حدیث وارد ہے:

''چند یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ایک عورت اور مرد زنا مرتکب ہوئے ہیں۔''

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:

''تورات میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

"ہم زانی اور زانیہ کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں اور انہیں درے لگاتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا:

"تم غلط کر رہے ہو تورات میں سنگساری کے بارے میں آیت موجود ہے۔"

چنانچہ کتاب تورات منگوائی گئی، یہود اس کی ورق گردانی کرنے لگے اور ایک شخص نے سنگساری کی آیت کو اپنے ہاتھ سے چھپا کر اس سے پہلی اور پچھلی آیات پڑھ دیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

"اپنا ہاتھ ہٹاؤ۔"

اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو رجم کی آیت نظر آ گئی۔ پس نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس مرد اور عورت کو سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ وہ مرد عورت پر جھکا پڑتا تھا کہ وہ پتھروں کی ضرب سے محفوظ رہے۔"

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یحنی ظہرہ کے یہ معنی ہیں کہ اس پر اوڑھا ہوا جاتا تھا کہ پتھر عورت کے اوپر پڑنے کی بجائے اس کے جسم پر پڑیں۔"

❀

ابوداؤد میں وارد ہے:

"یہودی اپنی قوم کے ایک مرد اور ایک عورت کو نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں لائے جو زنا کے مرتکب ہوئے تھے۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں سے کہا:

"اپنی قوم کے دو بڑے عالم آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔"

چنانچہ وہ سوریا کے دو آدمیوں کو لے آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا:

"تورات میں ایسے افراد کے بارے میں کیا حکم ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"تورات کے اندر اس بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آدمی اس بات کی شہادت دیں کہ انہوں سلائی اور سرمہ دانی کی طرح عورت اور مرد کو باہم دیکھا ہے تو انہیں سنگسار کر دیا جائے۔"

اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا:

"پھر تمہیں ان کو سنگسار کرنے میں روک ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"جب ہمارا غلبہ جاتا رہا، تو ہم نے اس طرح قتل کرنے کو ناپسند کیا۔"

پھر نبی کریم ﷺ نے واقعہ کے گواہ طلب کیے جنہوں نے گواہی دی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کا سنگساری کا حکم صادر فرما دیا۔

اس حدیث سے کئی فقہی مسئلے واضح ہو جاتے ہیں۔

1- یہودی اگر اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیں تو قاضی اپنے حسب پسند کر سکتا ہے۔

2- جس مرد کو سنگسار کیا جائے اس کے لیے گڑھا کھودنا ضروری نہیں کیونکہ یہودی کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس پر جھکا پڑتا تھا۔ اگر گڑھا کھودا ہوتا تو وہ جھکنے پر قادر نہ ہو سکتا تھا۔ حضرت امام مالک کا اسی پر عمل ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ امام وقت

کو گڑھا کھودنے یا نہ کھودنے کا اختیار ہے۔

3- جس فرد کو سنگسار کیا جانا منظور ہو اسے درے نہیں لگانے چاہئیں۔

مصنف ابوداؤد اور کتاب الشرف میں لکھا ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں کوڑوں کی سزا کا حکم صادر فرمایا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کی لیکن بیوی نے لونڈی کو اس شخص کے لیے حلال کر دیا۔ اگر حلال نہ کرتی تو مرد کو سنگسار کیے جانے کا حکم ہوتا۔"

❀

موطا میں درج ہے:

"دو شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! ہم دونوں کے مابین کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔"

دوسرے نے جو پہلے شخص کی نسبت دین کے معاملہ میں زیادہ سمجھ رکھتا تھا عرض کیا:

"ہاں رسول اللہ ﷺ! ہم میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ عرض کروں۔"

آپ ﷺ نے اجازت دی۔

اس نے بیان کیا:

"میرا بیٹا اس شخص کے پاس بطور مزدور کام کرتا ہے۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ تیرا بیٹا سنگساری کے لائق ہے۔ میں نے ایک سو بکریاں اور

ایک لونڈی اس کے فدیہ کے طور پر دی۔ اس کے بعد میں نے واقف کار لوگوں سے پھر دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا تو سو درے اور ایک سال کے لیے جلاوطنی ہے اور اس عورت کے لیے سنگساری کی سزا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ ہی فیصلہ کروں گا۔"

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بکریاں اور لونڈی واپس کرنے کا حکم فرمایا اور اسے ایک سو کوڑے لگوائے اور پھر ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا گیا، اور ایک شخص انیس اسلمی کو حکم دیا کہ وہ اس عورت کے پاس جائے اور اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگساری کی سزا دی جائے۔ اس عورت نے اقرار کیا اور وہ سنگسار کر دی گئی۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کہنا کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا، ان معنوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ فیصلہ قرآن کریم کے منشاء سے استنباط کے ماتحت ہے۔ یعنی سورہ نور کی اس آیت سے:

ترجمہ: "اور ٹال سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے۔"

(عورت اگر جرم کو تسلیم نہیں کرتی تو اسے چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ گواہی دینی ہو گی کہ بے شک عیب لگانے والے نے جھوٹ بولا۔ اس صورت میں عورت کو سزا نہیں دی جائے گی۔ جیسے مرد کی طرف سے اس کی ذاتی گواہی کو چار بار دہرایا گیا تھا۔ اسی طرح عورت کی گواہی کو بھی چار بار دہرایا جائے گا۔ ازدواجی زندگی میں دونوں طرف کی شہادت برابر ہے)۔

اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ تو صلح کے فسخ کرنے کے بارے میں ہے اور دوسرا حد قائم کرنے کے لیے وکیل بنانے کے متعلق۔ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدود جاری کرنے کے معاملہ میں وکالت کو جائز نہیں خیال فرماتے۔ خاص کر گواہ قائم کرنے کے لیے۔ تیسرا مسئلہ زانی کا صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینے کے متعلق ہے۔ چوتھی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ جس فرد پر رجم واجب ہوا سے دروں کی سزا نہیں دی جاتی۔ پانچویں بات یہ کہ اس بارے میں کسی واقف کار سے سوال کیا جائے، اور اس کے بعد اس سے زیادہ واقف کار سے۔ چھٹی بات یہ کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی عورت پر زنا کا الزام لگائے تو حاکم کسی شخص کو اس عورت کی طرف بھیج کر اس واقعہ کے متعلق دریافت کرے۔ پس اگر وہ اقرار کر لے تو اس پر حد لگائی جائے اور الزام لگانے والے کو بری اقرار دیا جائے لیکن اگر وہ عورت انکار کرے تو تہمت لگانے والے پر حد قائم کی جائے۔ ساتویں بات یہ کہ جس کسی کے خلاف الزام لگایا جائے تو اسے عذر پیش کرنے کا حق ہے۔ نویں یہ کہ عورتوں اور غلاموں کے لیے جلاوطنی کی سزا نہیں کیونکہ عورتیں ستر کے لائق ہیں اور غلام مال کا حکم رکھتے ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ جلاوطنی سے مراد شہر بدر کر دینا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے متعلق یوں فرمایا ہے:

"بن بیاہے مرد وعورت کو کوڑے لگائے جائیں اور انہیں شہر بدر کر دیا جائے۔"

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں زید بن اسلم سے روایت ہے:

"ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے حضور زنا کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک کوڑا منگوانے کا حکم دیا۔ اس پر ایک ٹوٹا

پھوٹا کوڑا منگایا گیا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس سے اچھا کوڑا لاؤ۔"

اس پر ایک نیا کوڑا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس سے ذرا کمزور کوڑا لاؤ۔"

اس پر ایک ایسا کوڑا لایا گیا جو سواری میں استعمال کیا جا چکا تھا اور نرم ہو چکا تھا۔ پس حضور ﷺ کے حکم سے اس کے ساتھ حد لگائی گئی۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! اب تمہارے لیے وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے رک جاؤ اور جو شخص کسی ناپاک فعل کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ پردہ رکھے۔ کیونکہ جو شخص کسی ناپاک فعل کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ پردہ رکھے کیونکہ جو شخص بھی اپنا چہرہ ہم پر ظاہر کرے گا، ہم اس پر خدا کی کتاب کا حکم قائم کریں گے۔"

ابو عبید کی کتاب میں وارد ہے:

"حضرت سعد بن عبادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لائے جو اپاہج اور بیمار تھا۔ وہ اپنے قبیلے کی ایک لونڈی کے ساتھ پایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس کے لیے ایک شاخ لو جس میں ایک سو ڈنٹھل ہوں۔ پھر اسے اس کے ساتھ ایک مرتبہ مارو۔"

ابن قتیبہ کی شرح میں ہے کہ اسے کوڑے لگاؤ لوگوں نے عرض کیا:

''ہمیں احتمال ہے کہ وہ مر جائے گا۔''

حضور ﷺ نے حکم دیا:

''اسے ایک عثکال کے ساتھ مارو۔''

اور عثکال کھجور کے خوشہ کو کہتے ہیں جس کا نام مدینہ کی اصطلاح میں غدق ہے۔

❀❀❀

زنا اور توبہ

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ ایک صحابی حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کے گھر میں گئے اور اتفاق سے کوئی ایسا موقع بن گیا کہ انہوں نے حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی سے زنا کر ڈالا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا:

"تمہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہیے اور اپنا حال بیان کر چاہیے کہ حضور ﷺ اس معاملے میں کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔"

چنانچہ وہ سرور کائنات ﷺ کی بارہ گاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ مجھے پاک فرمائیے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"تجھ پر افسوس ہے، جا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور توبہ کر۔"

وہ پھر تھوڑی دیر کے بعد آئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک فرمائیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تجھے کس چیز سے پاک کروں؟"

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"زنا سے اور اس کی ناپاکی سے۔"

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اپنا رخ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ بھی اسی طرف آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے پھر اپنا رخ انور پھیر لیا اور فرمایا:

"کیا یہ شخص دیوانہ ہے جو یہ بات دیوانگی سے کہہ رہا ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"یا رسول ﷺ یہ دیوانہ نہیں ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا اس نے شراب پی ہوئی ہے جو اس کی مستی میں ایسی بات کہہ رہا ہے۔"

اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ اٹھے اور ان کے منہ کو سونگھا اور کہا:

"انہوں نے شراب نہیں پی۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"ممکن ہے اس نے عورت کا بوسہ لیا ہو یا اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا ہو یا اسے اپنے ساتھ سلایا ہو یا اس ساتھ دست درازی کی کوشش کی ہو اور اس کو زنا کہہ رہا ہو۔"

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول ﷺ میں نے زنا کیا ہے۔"

غرضیکہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے چار مرتبہ اقرار کیا تو پھر حضور ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کو سنگسار کر دیا جائے۔

چنانچہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے سنگستان میں لایا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں سنگسار کیا۔ جب انہیں پتھروں کا مار کی شدت سے تکلیف ہوئی تو وہ بھاگ

کھڑے ہوئے اس پر ایک صحابی کے ہاتھ اونٹ کا جبڑا لگ گیا انہوں نے اس ہڈی کو اٹھا کر زور سے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو مارا اور پھر اتنا سنگسار کیا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا اور کہنے لگے:

"جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو سنگساری سے شدت کی تکلیف ہوئی اور وہ مرنے کے قریب پہنچ گئے تو بھاگ کھڑے ہوئے۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"اسے چھوڑ کیوں نہ دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے استغفار فرمائی اور فرمایا:

"بلاشبہ اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس توبہ کو ساری امت پر تقسیم کیا جائے تو وہ سب کے لیے کافی ہو۔"

❀❀❀

شکار کا ذبح کرنا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"یارسول ﷺ یہ فرمائیے کہ اگر کسی کو شکار ملے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی پھچی سے ذبح کر سکتا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس چیز سے چاہو خون بہا کر دو اور اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ذکر کرو۔" (ابوداؤد نسائی)

حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:

"جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ کی چکی کاٹ لیتے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"زندہ جانور کو جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے۔ کھایا نہ جائے۔" (ترمذی)

❀❀❀

قربانی

حضرت برائ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سب سے پہلے جو کام ہم آج کریں گے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر اس کے بعد قربانی کریں گے۔ جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے پہلے ذبح کرلیا وہ گوشت ہے جو اس نے پہلے سے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کرلیا ہے۔ قربانی سے اسے کچھ تعلق نہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور یہ پہلے ہی ذبح کر چکے تھے۔ (اس خیال سے ہمسائے غریب تھے اور انہوں نے چاہا کہ ان کو گوشت مل جائے)

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا ایک بچہ ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اسے ذبح کرلو اور تمہارے سوا کسی کے لیے چھ ماہ کا بچہ کفایت نہیں کرے گا۔" (بخاری)

❀❀❀

بھیانک انجام

یہ سن ۴ ھ کا واقعہ ہے ایک مسلمان طعمہ بن ابیرق جو کہ قبیلہ بنی ظفر سے تعلق رکھتا تھا اس نے حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر چوری کی اور ایک زرہ چرالی۔ طعمہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ہمسایہ تھا۔ اس نے زرہ چوری کر لینے کے بعد چمڑے کی اس تھیلی میں ڈالی جس میں آٹا تھا۔ چنانچہ جب وہ جانے لگا تو آٹا تھیلی کے سوراخوں سے گرنے لگا۔ یہ دیکھ کر طعمہ ڈرا کہ صورت حال واضح ہو جائے گی اور اس کی چوری کا پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ اس نے تھیلی زرہ سمیت ایک یہودی زید بن سمین کے گھر پھینک دی۔ ایک روایت ہے کہ یہودی کے سپرد کر دی۔

اگلے دن جب تلاش ہوئی تو ابن سمین یہودی کے گھر سے اس کا سراغ مل گیا زرہ اور آٹے کی تھیلی یہودی کے گھر سے برآمد کر لی گئی۔ اس سے جب پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے کہا:

”یہ کام طعمہ کا ہے۔ وہی اسے گھر لا کر ڈال گیا ہے۔“

یا کہا:

”میرے پاس بطور امانت رکھوا گیا ہے۔“

یہود کی ایک جماعت اور اس پر گواہی دینے لگی کہ زید بن سمین اس معاملے میں سچا ہے۔ اس کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور زید بن سمین دونوں طعمہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

”کیا یہ تیرا کام ہے؟“

اس نے صاف انکار کر دیا۔ باوجود اس کے طعمہ کے لوگ جانتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی یہ عادت تھی، یعنی وہ اسی طرح کے کام کرتا تھا۔ وہ اسے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عدالت میں لے آئے تو لوگوں نے کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! طعمہ اس خیانت سے بری ہے اور یہ جرم یہودی نے کیا ہے۔''

ان کا خیال تھا کہ چونکہ طعمہ مسلمان ہے اس لیے نبی کریم ﷺ اس کی ہی حمایت فرمائیں گے۔ اسی اثنا میں فوری طور پر قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ نازل ہوئی:

''بے شک ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی تاکہ لوگوں کے مابین جو اللہ آپ کو دکھائے فیصلہ فرمائیں اور خائنین کے دشمن نہ ہو۔''

اس کے بعد سرور کائنات ﷺ نے زید بن سمین کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی اور طعمہ کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا:

یہ حکم سن کر طعمہ وہاں سے بھاگ گیا اور مکہ مکرمہ چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بھی چوری کی جب لوگوں کو پتہ چلا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا اور چوری کرتے ہوئے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے:

''اس نے ایک دیوار میں نقب لگائی دیوار اس پر گر گئی اور وہ وہیں پر مر گیا۔''

ایک اور روایت میں آتا ہے:

''وہ وہاں سے بھاگا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ کشتی میں بھی ایک تھیلی چرائی۔ پتہ چل جانے پر لوگوں نے اسے دریا میں ڈال دیا اور وہ مر گیا۔''

غرضیکہ اس کا انجام بہت ہی بھیانک ہوا۔

مال غنیمت کی تقسیم

بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑے کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا اور یہی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور اس عمل پر علماء کا اجماع ہے سوائے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں سوار کے دو حصوں میں سے ایک حصہ اس کا اپنا اور ایک حصہ اس کے گھوڑے کا ہوتا ہے۔ اپنے اس خیال کی تائید میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جنگ خیبر میں شامل ہونے والے سوار کے لیے مال کی تقسیم یوں فرمائی کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ اس حدیث کو مجمع بن حارثہ نے روایت کیا ہے۔ وہ ابن مبارک کی اس حدیث سے یہی دلیل لیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا لیکن ان ہر دو روایتوں سے ان کی تائید نہیں ہوتی۔ اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خیبر کی تقسیم کے تعلق میں اس روایت کے خلاف بیان کیا ہے نیز حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس روایت کی مخالفت کی ہے۔ خیبر کا مال غنیمت خاص اہل حدیبیہ کے چودہ سو افراد کے لیے تھا، اور اہل حدیبیہ میں سے کوئی شخص مال غنیمت کی تقسیم کے وقت غیر حاضر نہ تھا سوائے حضرت جابر بن ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے بھی حصہ رکھا۔ اپنے تمام غزوات میں بھی نبی کریم ﷺ نے اسی پر عمل کیا یعنی گھوڑے کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے:

"بنی قریظہ کے معرکہ میں کل چھتیس سوار تھے۔"

اسی طرح مدونہ میں بھی وارد ہے اور یہ پہلا مال غنیمت تھا جس میں حصے کئے گئے اور اس سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول ﷺ کے لیے نکالا گیا اور اسی پر عمل جاری ہوا۔

اسماعیل قاضی نے کہا ہے:

"میرا خیال ہے بعض علماء کے قول کے مطابق پانچویں حصہ کا حکم اس واقعہ کے بعد نازل ہوا۔"

بہر حال اس بارے میں احادیث سے کوئی شافی بیان نہیں ملتا۔ خمس کا ذکر یقینی طور پر غزوہ حنین کے اموال غنیمت کے سلسلہ میں آیا ہے اور آخری مال غنیمت ہے جس کی جنگ میں نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔

واقدی نے کہا ہے:

"کتاب المفضل میں درج ہے کہ پہلی مرتبہ مال غنیمت میں سے خمس کا حصہ جنگ بنو قینقاع میں نکالا گیا۔ جو بدر سے ایک ماہ اور تین روز کے بعد ہوئی۔ جن ایام میں نبی کریم ﷺ نے متواتر پندرہ رات تک ان کا محاصرہ کیا۔ پس انہوں نے حضور ﷺ کے فیصلہ پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور حضور ﷺ نے اسی شرط پر ان سے صلح کی تھی کہ ان کے مال مسلمانوں کے لیے اور ان کی عورتیں اور بچے ان کے لیے ہوں گے۔ چنانچہ واقعہ ہے کہ حضور رسول مقبول ﷺ نے ان کے ہتھیاروں میں سے تین کمانیں اور دو زرہیں اور تین تلواریں لے لیں اور ان کے اموال میں سے

پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے نکالا گیا۔"

اسماعیل قاضی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا:

"جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی جنگ کے لیے نکلے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی تو ایک جماعت ان کے تعاقب میں روانہ ہوئی اور ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ لیے رہی۔ ایک جماعت نے فوج اور اموال غنیمت پر قابو پایا۔ جب وہ لوگ واپس آئے جو مشرکین کے تعاقب میں گئے تھے ہمارے مال غنیمت کا حصہ نکالو۔ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ارد گرد حلقہ کیے رکھا تھا انہوں نے کہا:

"ہم زیادہ اس کے حق دار ہیں کیونکہ ہم نے رسول پاک ﷺ کے ارد گرد حلقہ کیا تھا کہ کوئی آپ ﷺ کو ناگہاں گزند نہ پہنچائے۔"

اور جن لوگوں نے لشکر پر غلبہ پایا تھا انہوں نے کہا:

"مال غنیمت ہمارا حق ہے اور ہم ہی نے اس پر قبضہ کیا ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں:

"آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے غنیمتیں اللہ اور رسول ﷺ کی ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اللہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔"

❀❀❀

انصاف

غزوہ حنین کے اموال کی تقسیم کے موقعہ پر ایک شخص نے کہا:

''خدا کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں۔''

یہ الفاظ بنی تمیم کے ایک شخص نے کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تیرا برا ہو جب میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟''

اس شخص کا نام خرقوص بن زبیر تھا۔ اسے ابن سعد نے بیان کیا ہے۔

❀❀❀

یہودی کی مدینہ میں بدری

ایک مسلمان عورت بازار میں ایک سنار کے پاس کسی کام کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک یہودی اس کے پیچھے سے آیا اور اس نے اس کا دامن چپکے سے اُٹھا کر اس کی پشت کی جانب سے باندھ دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ کام اسی سنار نے کیا تھا۔ بہرحال جب وہ مسلمان عورت واپس جانے کے لیے اُٹھی تو اس کا ستر کھل گیا۔ عورت سخت شرمندہ ہوئی اور جو لوگ وہاں موجود تھے وہ سب ہنسنے لگے۔ اس عورت نے یہودی کی اس حرکت پر فریاد کی۔ اتفاق سے قریب ہی ایک مسلمان کھڑا تھا۔ اس کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے تلوار کھینچ کر اس یہودی سنار کو جس نے یہ بری حرکت کی تھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی اثنا میں وہاں پر بہت سے یہودی بھی اکھٹے ہو گئے، اور انہوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قوم یہود کو بلا کر نصیحت فرمائی:

”تم لوگ اس طرح کی حرکت سے باز آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو کہ کہیں تمہیں بھی وہ کچھ نہ پہنچے جو قریش کو پہنچا ہے۔“

اس پر وہ سب یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہی نامناسب اور غلط قسم کی بکواس کرنا شروع ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس طرح باز نہیں آئیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فیصلہ فرما دیا:

''ان یہودیوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔''

آپ ﷺ نے اپنے فیصلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آگاہ فرمادیا۔ پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا اور ایک سفید جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ پندرہ دن تک ان کا زبردست محاصرہ کیے رکھا۔ اس کے بعد یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب و ہیبت ڈال دی اور وہ اپنے محصور ہونے سے تنگ آ گئے۔ بے چینی اور تنگی کے باعث وہ باہر آئے اور اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ ان کے تمام اموال نبی کریم ﷺ کے ہوں گے اور ان کے بچے اور عورتیں ان کی رہیں گی۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ فرمادیا:

''ان کے ہاتھ پشتوں پر باندھ دیے جائیں۔''

پھر حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کو قتل کرنے کا حکم فرمائیں تو عبداللہ بن ابی سلول منافق نے درخواست کی:

''حضور ﷺ ان لوگوں سے درگزر فرمائیں۔''

اس بے حیا نے اس قدر منت کی کہ حضور ﷺ کو مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے خون سے درگزر فرمایا اور ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمادیا کہ وہ جلاوطن ہو جائیں۔ یعنی مدینہ منورہ کی آبادی سے نکل جائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے اس فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی مگر نبی کریم ﷺ نے قبول نہ کیا۔ چنانچہ یہودیوں کا یہ قبیلہ بنو قینقاع شام کے علاقہ میں اذرعات کے مقام پر جا آباد ہوا۔ کچھ مدت کے بعد وہ سب ہلاک ہو گئے اور ان کا مال و اسلحہ مسلمانوں کی غنیمت بنا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے اپنے لیے تین تلواریں اور تین نیزے اور تین کمانیں منتخب فرمائیں، اور ایک ایک زرہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک زرہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو عطا

فرمائی۔ روایات میں آتا ہے کہ ان میں تین سو یہودی زرہ پوش تھے۔

نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا:

"اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) الگ کریں۔"

کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا خمس ہے جو سرورِ کائنات ﷺ کے حکم سے الگ کیا گیا۔

❀❀❀

مسلمانوں اور ان کے اموال

بخاری شریف میں ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا گم ہوگیا اور سے دشمنوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد جب مسلمان غالب آ گئے تو حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ہی گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس مل گیا۔ اس طرح ان کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ جو رومی لشکر کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ آگیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو واپس دے دیا۔

❀

مدونہ میں ہے کہ ایک مسلمان نے دیکھا کہ اس کا اونٹ مال غنیمت کے اونٹوں میں ہے۔ حضور ﷺ نے اس حکم دیا:

''اگر ابھی مال غنیمت تقسیم نہیں کیا گیا تو اپنا اونٹ لے لے اور اگر تقسیم کر دیا گیا ہے تو اسے قیمتاً لینے کا حق دار ہے۔''

❀

بخاری شریف اور مسلم شریف میں منقول ہے کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور ﷺ کہاں فروکش ہوں گے؟

حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا:

''ہمارے لیے عقیل نے کون سا گھر باقی چھوڑا ہے۔''

اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہم انشاء اللہ وادی بنی کنانہ میں اتریں گے جو محصب میں ہے۔''

راوی کہتا ہے:

''یہ حضور ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ بنی کنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنی ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں اس بات پر کہ وہ مسلمان کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کریں گے اور نہ انہیں اپنے ہاں جگہ دیں گے۔''

جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو عقیل ابن ابی طالب نے بنی ہاشم کے تمام گھروں پر قبضہ کر لیا پھر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ ان کے ہی قبضہ میں رہے اور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا:

''کسی شخص کے اسلام لانے کے بعد وقت جو چیز اس کے قبضہ میں ہے وہ اسی کی ہے۔''

خطابی کی کتاب میں ہے:

''عقیل نے عبد المطلب کے مکان کو فروخت کر دیا کیونکہ وہ ابوطالب کے اموال کے وارث تھے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوطالب کی زندگی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ ان کے اموال کے وارث نہ ہو سکتے تھے اور ان میں کوئی مکان بھی خاص نبی کریم ﷺ کا نہ تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے والد معظم حضرت عبداللہ اپنے والد معظم حضرت عبدالمطلب کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے اور ان کے اکثر بیٹے فوت ہو چکے تھے اور جب ان کا کوئی فرزند نہ رہا تو ان کے مکانات ابوطالب کے قبضے میں آگئے اور ان کی وفات کے بعد عقیل کے قبضے میں آئے۔''

قسم اور حکم خدا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"مجھے میرے ساتھیوں نے (یعنی اشعریوں نے) غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ میں ان کے لیے حضور ﷺ سے سواری حاصل کروں، اور غزوہ میں سواریوں کی شدید قلت تھی۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:
"یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے کہا آپ ﷺ ان کو سواری مرحمت فرمائیں۔"
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"واللہ میں ان کی سواری کا انتظام نہیں کر سکتا۔"
اس پر نبی کریم ﷺ کے منع فرمانے سے غمگین ہو کر واپس ہوا اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں سرور کائنات ﷺ میرے مانگنے سے دل گیر نہ ہوئے ہوں اور مجھ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔
اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا اور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا ان کو اس سے آگاہ کیا۔
ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز آئی:
"عبداللہ بن قیس (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟" (یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ہے)

میں نے جواب دیا:

"میں یہاں ہوں۔"

اس پر انہوں نے مجھے کہا:

"رسول مقبول ﷺ آپ کو بلاتے ہیں۔"

چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ لو یہ چھ اونٹ ہیں۔ اپنے ساتھیوں کو سوار ہونے کے لیے دے دو۔"

ان اونٹوں کو نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خرید فرمایا تھا۔ میں نے وہ اونٹ اپنے ساتھیوں کو دے دیے مگر میں اپنے طور پر شرمندگی محسوس کر رہا تھا کہ میں نے اس کے لیے نبی کریم ﷺ کو پریشان کیا اور آپ ﷺ نے عطا نہ فرمانے کی قسم یاد کی۔

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو اونٹ عطا نہ فرمانے پر قسم یاد فرمائی تھی۔ اب آپ ﷺ نے عطا فرما کر قسم کو توڑا ہے اور اب اپنے فیصلے کے برعکس سواریاں عطا فرما دی ہیں اور اپنا فیصلہ بدل دیا ہے یہ کیا بات ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور مجھے اس کا حکم دیا ہے کہ میں جب کسی معاملہ میں قسم یاد کرلوں اور دیکھوں کہ قسم توڑنے میں بھلائی اور خیر ہے تو میں قسم کا کفارہ دے دوں۔"

خبر ملنا اور تحقیقات کرنا

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بنی المصطلق کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں حضرت ولید بن عقبہؓ اور بنی المصطلق کے مابین دشمنی تھی اس لیے جب ان لوگوں نے سنا کہ حضرت ولید بن عقبہؓ نبی کریم ﷺ کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں تو وہ لوگ پرانی دشمنی نظرانداز کر حضور ﷺ کے فرستادہ ہونے کے اعتبار سے ان کی تعظیم واحترام اور مہمان نوازی کی خاطر تیس اشخاص کے ساتھ استقبال کے لیے نکلے۔

جب حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو دور سے دیکھا تو شیطان لعین نے پرانی دشمنی یاد دلائی کہ یہ لوگ ان کے قتل کے لیے آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ راستے سے ہی پلٹ گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"وہ لوگ تو لشکر ترتیب دے کر ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جنگ کی نیت سے نکل آئے ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا:

"وہ لوگ مرتد ہو کر لشکر اکٹھا کر رہے ہیں۔"

سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

"لشکر جمع کر کے ان پر حملہ کریں۔"

اسی اثنا میں وہ لوگ بھی مدینہ منورہ آپہنچے اور سرورِ کائنات ﷺ سے ملاقات

کی اور صورت حال بیان کی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک جمعیت کے ساتھ ان کی طرف بھیجا کہ وہ احتیاط کے ساتھ صحیح صورت حال کا جائزہ لیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو اذان دیتے نماز پڑھتے مساجد کی تعمیر میں حصہ لیتے اور دیگر اسلامی احکامات پر عمل کرتے دیکھا تو واپس چلے آئے اور حضور ﷺ سے حقیقت حال بیان کی۔ اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے بارے میں ٹھیک نہیں کہا تھا اور بہتان سے کام لیا تھا۔ اس وقت قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔" (الحجرات:٦)

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اطمینان اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی بازی شیطان کی طرف سے۔"

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد سرورکائنات ﷺ نے اس قوم پر مہربانی فرمائی اور یہ فیصلہ کیا کہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ان سے ہٹا دیا جائے اور حضرت عبادہ بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے لیے متعین فرمایا کہ وہ صدقات ان سے وصول فرمائیں اور قرآن پاک کی تعلیم وشریعت کے احکام کو سکھائیں۔

❀❀❀

کافر کا مال

نبی کریم ﷺ کا کفار کے ساتھ جنگ کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ جس نے جس کافر کو ہلاک کیا ہو اس کافر کا سامان اسی کا ہوگا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے جس کافر کا مارا اور اس پر گواہ گزرے تو سامان، ہتھیار، کپڑے اور مقتول کا جانور سب اس کا ہوگا۔

یہ غزوہ حنین کا واقعہ ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو ہلاک کیا۔ اس مقتول کا سامان دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ساری صورت حال بیان کی تو ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"اس کافر کو سامان میرے پاس موجود ہے مگر یا رسول اللہ ﷺ! حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو راضی فرما دیں کہ اس مقتول کا سامان مجھے چھوڑ دیں۔"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ جو اس وقت قریب ہی موجود تھے انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اللہ کے ان شیروں میں سے کسی شیر کو جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کی ہو محروم نہ رکھیں گے اور اس سامان کو جو اس کا حق ہے تجھ سے دلائیں گے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ٹھیک فرمایا ہے تم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو قتل ہونے والے کا سامان لوٹا دو۔"

چار برتنوں کے بارے میں حکم

روایات میں آتا ہے کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قوم کے لیے ان برتنوں کا حکم پوچھا جن میں وہ پیتے اور نبیذ وغیرہ ڈالتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جس وقت شراب حلال تھی اور جن برتنوں میں اسے رکھتے اور استعمال کرتے تھے۔ اب جب کہ شراب حرام ہوگئی ہے تو کیا ان برتنوں کو وہ کسی اور استعمال میں لا سکتے ہیں اور ان سے کوئی اور کام لے سکتے ہیں یا ان برتنوں سے شراب پینے کی مشابہت کی بنا پر پرہیز و اجتناب کریں۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو ایسے چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا جو کہ شراب کے استعمال کے لیے خاص ہیں:

ایک سبز مٹکا جس میں شراب و نبیذ کا خمیر اٹھاتے ہیں۔

دوسرا برتن دبا یعنی خشک کدو جس کو رنگ کر کے صراحی نما برتن بناتے ہیں۔

تیسرا برتین نقیر یہ ایک درخت کی جڑ ہوتی ہے جسے کھوکھلا کر کے برتن بناتے ہیں اور اس میں شراب ڈالتے ہیں۔

چوتھا برتن مزفت ہے جو زفت سے رنگ کر بنتا ہے زفت صنوبر کا گوند ہوتا ہے جو کہ سیاہ اور لاسہ کی طرح چپکنے والا ہوتا ہے اور کشتی کی درزوں میں بھرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ان امور و احکام کو یاد رکھنا اور اپنی قوم کو اور اس کو جو تم کو ملے اور وہ یہاں نہ آسکے اس کی خبر دینا۔"

تہمت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''جب میری بریت کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو گئے اور جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اس کا اعلان کر دیا اور اس کے بعد منبر سے نیچے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق تہمت لگانے کے جرم میں حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔''

صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے:

''تہمت لگانے والوں میں حسان بن ثابت، مسطح اور حمن بنت جحش کے نام اعلان کیا گیا۔ دوسرے لوگوں کے متعلق مجھے سوائے اس کے اور کوئی علم نہیں کہ وہ ایک جماعت تھی اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کے قول کے بموجب جس شخص نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ عبداللہ بن ابی اسلول منافق تھا۔''

❀❀❀

دوسری امتوں پر کثرت

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ میں عزت و منصب و مال والی ایک عورت پائی مگر اس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟“

حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا۔

حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی بچہ جننے والی ہو کہ میں تمہارے ساتھ اور امتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔“

(ابوداؤد نسائی)

لواطت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لواطت کے جرم میں کسی کو سنگسار کیا ہوا اور نہ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم مروی ہے البتہ اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فاعل اور مفعول ہر دو کو قتل کر دو۔''

اس امر کو ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نے اپنے عہد میں فیصلہ کیا اور اسی کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھی تحریر کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بارے میں سب سے زیادہ شدید تھے۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایسا فعل کرنے والوں کو زندہ آگ میں جلا دینے کی سزا دی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ایسے لوگوں کو سنگسار کیا گیا تھا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا:

''اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔''

اور ابن قصار کے بیان کے مطابق اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''ہر دو کو کسی اونچی جگہ سے نیچے گرا دیا جائے۔''

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرائی۔

پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے نکالا گیا۔"
اسماعیل قاضی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا:
"جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی جنگ کے لیے نکلے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی تو ایک جماعت ان کے تعاقب میں روانہ ہوئی اور ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ لیے رہی۔ ایک جماعت نے فوج اور اموال غنیمت پر قابو پایا۔ جب وہ لوگ واپس آئے جو مشرکین کے تعاقب میں گئے تھے ہمارے مال غنیمت کا حصہ نکالو۔ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ارد گرد حلقہ کیے رکھا تھا انہوں نے کہا:
"ہم زیادہ اس کے حق دار ہیں کیونکہ ہم نے رسول پاک ﷺ کے ارد گرد حلقہ کیا تھا کہ کوئی آپ ﷺ کو ناگہاں گزند نہ پہنچائے۔"
اور جن لوگوں نے لشکر پر غلبہ پایا تھا انہوں نے کہا:
"مال غنیمت ہمارا حق ہے اور ہم ہی نے اس پر قبضہ کیا ہے۔"
تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں:
"آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے غنیمتیں اللہ اور رسول ﷺ کی ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اللہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔"

❀❀❀

انصاف

غزوہ حنین کے اموال کی تقسیم کے موقعہ پر ایک شخص نے کہا:

''خدا کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں۔''

یہ الفاظ بنی تمیم کے ایک شخص نے کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تیرا برا ہو جب میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟''

اس شخص کا نام خرقوص بن زبیر تھا۔ اسے ابن سعد نے بیان کیا ہے۔

❀❀❀

یہودی کی مدینہ میں بدری

ایک مسلمان عورت بازار میں ایک سنار کے پاس کسی کام کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھی۔ایک یہودی اس کے پیچھے سے آیا اور اس نے اس کا دامن چپکے سے اُٹھا کر اس کی پشت کی جانب سے باندھ دیا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ کام اسی سنار نے کیا تھا۔بہرحال جب وہ مسلمان عورت واپس جانے کے لیے اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا۔عورت سخت شرمندہ ہوئی اور جو لوگ وہاں موجود تھے وہ سب ہنسنے لگے۔اس عورت نے یہودی کی اس حرکت پر فریاد کی۔اتفاق سے قریب ہی ایک مسلمان کھڑا تھا۔اس کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے تلوار کھینچ کر اس یہودی سنار کو جس نے یہ بری حرکت کی تھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔اسی اثنا میں وہاں پر بہت سے یہودی بھی اکھٹے ہو گئے،اور انہوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے قوم یہود کو بلا کر نصیحت فرمائی:

"تم لوگ اس طرح کی حرکت سے باز آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو کہ کہیں تمہیں بھی وہ کچھ نہ پہنچے جو قریش کو پہنچا ہے۔"

اس پر وہ سب یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ہی نامناسب اور غلط قسم کی بکواس کرنا شروع ہو گئے۔نبی کریم ﷺ نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس طرح باز نہیں آئیں گے۔چنانچہ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرما دیا:

''ان یہودیوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔''

آپ ﷺ نے اپنے فیصلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آگاہ فرما دیا۔ پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا اور ایک سفید جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ پندرہ دن تک ان کا زبردست محاصرہ کیے رکھا۔ اس کے بعد یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب و ہیبت ڈال دی اور وہ اپنے محصور ہونے سے تنگ آ گئے۔ بے چینی اور تنگی کے باعث وہ باہر آئے اور اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ ان کے تمام اموال نبی کریم ﷺ کے ہوں گے اور ان کے بچے اور عورتیں ان کی رہیں گی۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ فرما دیا:

''ان کے ہاتھ پشتوں پر باندھ دیے جائیں۔''

پھر حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کو قتل کرنے کا حکم فرمائیں تو عبداللہ بن ابی سلول منافق نے درخواست کی:

''حضور ﷺ ان لوگوں سے درگزر فرمائیں۔''

اس بے حیا نے اس قدر منت کی کہ حضور ﷺ کو مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے خون سے درگزر فرمایا اور ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ وہ جلاوطن ہو جائیں۔ یعنی مدینہ منورہ کی آبادی سے نکل جائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے اس فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی مگر نبی کریم ﷺ نے قبول نہ کیا۔ چنانچہ یہودیوں کا یہ قبیلہ بنو قینقاع شام کے علاقہ میں اذرعات کے مقام پر جا آباد ہوا۔ کچھ مدت کے بعد وہ سب ہلاک ہو گئے اور ان کا مال و اسلحہ مسلمانوں کی غنیمت بنا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے اپنے لیے تین تلواریں اور تین نیزے اور تین کمانیں منتخب فرمائیں، اور ایک ایک زرہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک زرہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو عطا

فرمائی۔ روایات میں آتا ہے کہ ان میں تین سو یہودی زرہ پوش تھے۔

نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا:

''اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) الگ کریں۔''

کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا خمس ہے جو سرور کائنات ﷺ کے حکم سے الگ کیا گیا۔

❀❀❀

مسلمانوں اور ان کے اموال

بخاری شریف میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا گم ہو گیا اور سے دشمنوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد جب مسلمان غالب آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس مل گیا۔ اس طرح ان کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ جو رومی لشکر کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو واپس دے دیا۔

❀

مدونہ میں ہے کہ ایک مسلمان نے دیکھا کہ اس کا اونٹ مال غنیمت کے اونٹوں میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم دیا:

"اگر ابھی مال غنیمت تقسیم نہیں کیا گیا تو اپنا اونٹ لے لے اور اگر تقسیم کر دیا گیا ہے تو اسے قیمتاً لینے کا حق دار ہے۔"

بخاری شریف اور مسلم شریف میں منقول ہے کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں فروکش ہوں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

"ہمارے لیے عقیل نے کون سا گھر باقی چھوڑا ہے۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہم انشاء اللہ وادی بنی کنانہ میں اتریں گے جو محصب میں ہے۔"

راوی کہتا ہے:

"یہ حضور ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ بنی کنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنی ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں اس بات پر کہ وہ مسلمان کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کریں گے اور نہ انہیں اپنے ہاں جگہ دیں گے۔"

جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو عقیل ابن ابی طالب نے بنی ہاشم کے تمام گھروں پر قبضہ کر لیا پھر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ ان کے ہی قبضہ میں رہے اور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا:

"کسی شخص کے اسلام لانے کے بعد وقت جو چیز اس کے قبضہ میں ہے وہ اسی کی ہے۔"

خطابی کی کتاب میں ہے:

"عقیل نے عبد المطلب کے مکان کو فروخت کر دیا کیونکہ وہ ابوطالب کے اموال کے وارث تھے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوطالب کی زندگی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ ان کے اموال کے وارث نہ ہو سکتے تھے اور ان میں کوئی مکان بھی خاص نبی کریم ﷺ کا نہ تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے والد معظم حضرت عبد اللہ اپنے والد معظم حضرت عبد المطلب کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے اور ان کے اکثر بیٹے فوت ہو چکے تھے اور جب ان کا کوئی فرزند نہ رہا تو ان کے مکانات ابوطالب کے قبضے میں آ گئے اور ان کی وفات کے بعد عقیل کے قبضے میں آئے۔"

قسم اور حکم خدا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
''مجھے میرے ساتھیوں نے (یعنی اشعریوں نے) غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ میں ان کے لیے حضور ﷺ سے سواری حاصل کروں، اور غزوہ میں سواریوں کی شدید قلت تھی۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:
''یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے کہا آپ ﷺ ان کو سواری مرحمت فرمائیں۔''
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''واللہ میں ان کی سواری کا انتظام نہیں کر سکتا۔''
اس پر نبی کریم ﷺ کے منع فرمانے سے غمگین ہو کر واپس ہوا اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں سرور کائنات ﷺ میرے مانگنے سے دل گیر نہ ہوئے ہوں اور مجھ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔
اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا اور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا ان کو اس سے آگاہ کیا۔
ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز آئی:
''عبداللہ بن قیس (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟'' (یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ہے)

میں نے جواب دیا:

"میں یہاں ہوں۔"

اس پر انہوں نے مجھے کہا:

"رسول مقبول ﷺ آپ کو بلاتے ہیں۔"

چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ لو یہ چھ اونٹ ہیں۔ اپنے ساتھیوں کو سوار ہونے کے لیے دے دو۔"

ان اونٹوں کو نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خرید فرمایا تھا۔ میں نے وہ اونٹ اپنے ساتھیوں کو دے دیے مگر میں اپنے طور پر شرمندگی محسوس کر رہا تھا کہ میں نے اس کے لیے نبی کریم ﷺ کو پریشان کیا اور آپ ﷺ نے عطا نہ فرمانے کی قسم یاد کی۔

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو اونٹ عطا نہ فرمانے پر قسم یاد فرمائی تھی۔ اب آپ ﷺ نے عطا فرما کر قسم کو توڑا ہے اور اب اپنے فیصلے کے برعکس سواریاں عطا فرما دی ہیں اور اپنا فیصلہ بدل دیا ہے یہ کیا بات ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور مجھے اس کا حکم دیا ہے کہ میں جب کسی معاملہ میں قسم یاد کرلوں اور دیکھوں کہ قسم توڑنے میں بھلائی اور خیر ہے تو میں قسم کا کفارہ دے دوں۔"

خبر ملنا اور تحقیقات کرنا

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بنی المصطلق کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں حضرت ولید بن عقبہؓ اور بنی المصطلق کے مابین دشمنی تھی اس لیے جب ان لوگوں نے سنا کہ حضرت ولید بن عقبہؓ نبی کریم ﷺ کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں تو وہ لوگ پرانی دشمنی نظرانداز کر حضور ﷺ کے فرستادہ ہونے کے اعتبار سے ان کی تعظیم واحترام اور مہمان نوازی کی خاطر تیس اشخاص کے ساتھ استقبال کے لیے نکلے۔

جب حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو دور سے دیکھا تو شیطان لعین نے پرانی دشمنی یاد دلائی کہ یہ لوگ ان کے قتل کے لیے آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ راستے سے ہی پلٹ گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

”وہ لوگ تو لشکر ترتیب دے کر ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جنگ کی نیت سے نکل آئے ہیں۔“

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا:

”وہ لوگ مرتد ہوکر لشکر اکٹھا کر رہے ہیں۔“

سرورکائنات ﷺ نے فرمایا:

”لشکر جمع کر کے ان پر حملہ کریں۔“

اسی اثنا میں وہ لوگ بھی مدینہ منورہ آپہنچے اور سرورکائنات ﷺ سے ملاقات

کی اور صورت حال بیان کی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک جمعیت کے ساتھ ان کی طرف بھیجا کہ وہ احتیاط کے ساتھ صحیح صورت حال کا جائزہ لیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو اذان دیتے نماز پڑھتے مساجد کی تعمیر میں حصہ لیتے اور دیگر اسلامی احکامات پر عمل کرتے دیکھا تو واپس چلے آئے اور حضور ﷺ سے حقیقت حال بیان کی۔ اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے بارے میں ٹھیک نہیں کہا تھا اور بہتان سے کام لیا تھا۔ اس وقت قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔'' (الحجرات:۶)

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اطمینان اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی بازی شیطان کی طرف سے۔''

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد سرور کائنات ﷺ نے اس قوم پر مہربانی فرمائی اور یہ فیصلہ کیا کہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ان سے ہٹا دیا جائے اور حضرت عبادہ بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے لیے متعین فرمایا کہ وہ صدقات ان سے وصول فرمائیں اور قرآن پاک کی تعلیم و شریعت کے احکام کو سکھائیں۔

❀❀❀

کافر کا مال

نبی کریم ﷺ کا کفار کے ساتھ جنگ کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ جس نے جس کافر کو ہلاک کیا ہو اس کافر کا سامان اسی کا ہوگا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے جس کافر کا مارا اور اس پر گواہ گزرے تو سامان، ہتھیار، کپڑے اور مقتول کا جانور سب اس کا ہوگا۔

یہ غزوہ حنین کا واقعہ ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو ہلاک کیا۔ اس مقتول کا سامان دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ساری صورت حال بیان کی تو ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اس کافر کو سامان میرے پاس موجود ہے مگر یارسول اللہ ﷺ! حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو راضی فرما دیں کہ اس مقتول کا سامان مجھے چھوڑ دیں۔''

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ جو اس وقت قریب ہی موجود تھے انہوں نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اللہ کے ان شیروں میں سے کسی شیر کو جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کی ہو محروم نہ رکھیں گے اور اس سامان کو جو اس کا حق ہے تجھ سے دلائیں گے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ٹھیک فرمایا ہے تم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو قتل ہونے والے کا سامان لوٹا دو۔''

چار برتنوں کے بارے میں حکم

روایات میں آتا ہے کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قوم کے لیے ان برتنوں کا حکم پوچھا جن میں وہ پیتے اور نبیذ وغیرہ ڈالتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جس وقت شراب حلال تھی اور جن برتنوں میں اسے رکھتے اور استعمال کرتے تھے۔ اب جب کہ شراب حرام ہوگئی ہے تو کیا ان برتنوں کو وہ کسی اور استعمال میں لا سکتے ہیں اور ان سے کوئی اور کام لے سکتے ہیں یا ان برتنوں سے شراب پینے کی مشابہت کی بنا پر پرہیز و اجتناب کریں۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو ایسے چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا جو کہ شراب کے استعمال کے لیے خاص ہیں:

ایک سبز مٹکا جس میں شراب و نبیذ کا خمیر اٹھاتے ہیں۔

دوسرا برتن دبا یعنی خشک کدو جس کو رنگ کر کے صراحی نما برتن بناتے ہیں۔

تیسرا برتن نقیر یہ ایک درخت کی جڑ ہوتی ہے جسے کھوکھلا کر کے برتن بناتے ہیں اور اس میں شراب ڈالتے ہیں۔

چوتھا برتن مزفت ہے جو زفت سے رنگ کر بنتا ہے زفت صنوبر کا گوند ہوتا ہے جو کہ سیاہ اور لاسہ کی طرح چپکنے والا ہوتا ہے اور کشتی کی درزوں میں بھرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''ان امور و احکام کو یاد رکھنا اور اپنی قوم کو اور اس کو جو تم کو ملے اور وہ یہاں نہ آسکے اس کی خبر دینا۔''

تہمت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''جب میری بریت کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہو گئے اور جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اس کا اعلان کر دیا اور اس کے بعد منبر سے نیچے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق تہمت لگانے کے جرم میں حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔''

صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے:

''تہمت لگانے والوں میں حسان بن ثابت، مسطح اور حمن بنت حمش کے نام اعلان کیا گیا۔ دوسرے لوگوں کے متعلق مجھے سوائے اس کے اور کوئی علم نہیں کہ وہ ایک جماعت تھی اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کے قول کے بموجب جس شخص نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ عبداللہ بن ابی اسلول منافق تھا۔''

❀❀❀

دوسری امتوں پر کثرت

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میں عزت و منصب و مال والی ایک عورت

پائی مگر اس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟''

حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا۔

حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی بچہ جننے والی ہو کہ

میں تمہارے ساتھ اور امتوں پر کثرظاہر کرنے والا ہوں۔''

(ابوداؤد نسائی)

❀❀❀

لواطت

حضور نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ نے لواطت کے جرم میں کسی کو سنگسار کیا ہوا اور نہ اس بارے میں آپ ﷺ کا کوئی حکم مروی ہے البتہ اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضور رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فاعل اور مفعول ہر دو کو قتل کر دو۔''

اس امر کو ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نے اپنے عہد میں فیصلہ کیا اور اسی کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھی تحریر کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بارے میں سب سے زیادہ شدید تھے۔

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایسا فعل کرنے والوں کو زندہ آگ میں جلا دینے کی سزا دی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ایسے لوگوں کو سنگسار کیا گیا تھا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا:

''اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔''

اور ابن قصار کے بیان کے مطابق اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''ہر دو کو کسی اونچی جگہ سے نیچے گرا دیا جائے۔''

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرائی۔

مگر اسے دیکھا کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتا ہے۔اس کی یہ حرکت اہل قبا کو بہت ناگوار گزری۔انہیں کچھ شک ہوا چنانچہ انہوں نے اپنے دو آدمی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجے تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔جب دونوں آدمی حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے ابو جدعہ کو ہمارے گھر بھیجا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"کون ابو جدعہ؟"

انہوں نے بتایا:

"اس کے پاس آپ ﷺ کی چادر مبارک ہے اور وہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے عطا فرمائی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سنا تو بڑے خشمناک ہوئے اور غصہ سے آپ ﷺ کی چشمان مبارک سرخ ہو گئیں۔ارشاد فرمایا:

"جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔"

پھر آپ ﷺ نے ابو جدعہ گستاخ کے لیے فیصلہ صادر فرماتے ہوئے حکم فرمایا:

"دو آدمی فوراً جائیں اور اسے قتل کر کے آگ میں پھینک دیں۔اللہ کرے کہ آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا کام تمام ہو گیا ہو۔"

چنانچہ جب وہ لوگ اہل قبا کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابو جدعہ قضائے حاجت کے لیے باہر گیا تھا کہ اس ساںپ نے ڈس لیا اور وہ وہیں مردہ پڑا تھا۔

❀❀❀

جاسوس کی سزا

صحیح بخاری میں اور دیگر کتب حدیث میں روایت ہے:

''مشرکوں میں سے ایک جاسوس حضور نبی کریم ﷺ کی طرف آیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک منزل میں فروکش تھے۔ ابھی حضور ﷺ خبردار نہ ہونے پائے تھے کہ وہ چپکے سے کھسک گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کو جانے نہ دو۔''

پس لوگ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ریاس کہتے ہیں:

''میرے والد نے گھوڑا بڑھا کر اسے جالیا اور اس کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور اسے قتل کر دیا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سامان بطور مال غنیمت انہیں عطا کر دیا۔

❀

عبداللہ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا:

''حضور رسول کریم ﷺ نے ان کو اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ ایک مہم پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ کوچ کرتے جاؤ یہاں تک کہ روضہ خاچ کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہوگی جو ہودے (حوض) پر بیٹھی ہوگی اس کے

پاس ایک خط ہے۔وہ خط اس سے لے لو اور اس عورت کو چھوڑ دو لیکن اگر وہ عورت خط نہ دے تو اس سے خط چھین لو اور بے شک اس کی گردن اڑادو۔"

کتاب الفضل میں یہ بھی ہے:

"جبریل علیہ السلام نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اس خط کے بارے میں اطلاع دی۔"

اور زجاج نے یوں بیان کیا:

"اس خط کی اطلاع آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دی۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پس ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہوا کو اڑائے لئے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم روضہ خاچ میں پہنچ گئے جہاں وہ ہودو نشین عورت ہم کو مل گئی۔ہم نے اس سے کہا کہ تو وہ خط نکال دے ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔اس پر اس نے وہ خط اپنی میڈھیوں میں سے نکلا اور ہم اس خط کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔معلوم ہوا کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا جس میں رسول کریم ﷺ کے بعض معاملات کی مشرکین مکہ کو خبر رسانی کی گئی تھی۔حضور ﷺ نے حاطب کو بلایا اور اس سے پوچھا:

"اے حاطب! یہ کیا بات؟"

حاطب نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں میں ایک ایسا شخص ہوں جو یونہی قریش کے ساتھ پیوست ہوں واللہ مجھ میں اور ان میں کوئی نسلی تعلق نہیں ہے۔حضور ﷺ کی

ہمراہی میں جو مہاجرین ہیں، ان کی مکہ میں قرابت ہے اور اس طرح ان کے اہل وعیال کی حفاظت ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ چونکہ ان میں اور مجھ میں کوئی نسلی تعلق نہیں، تو میں ان پر کوئی احسان کروں۔ جس کے بدلے میں وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں۔ یہ حرکت میں نے کفر کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی مرتد ہوا اور نہ اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو جانے کی وجہ سے۔"

حضور ﷺ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا:

"اس نے تم سے سچ کہہ دیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"یہ غزوہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں اور آپ کو کیا علم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے اعمال وافعال پر مطلع ہو کر اور اس بنا پر ان سے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔"

اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیات فرمائیں:

ترجمہ: "اے مسلمانو! اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور ہماری رضامندی تلاش کرنے کی خاطر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ لگو ان کی طرف دوستی کے تعلقات کی طرح ڈالنے۔" (الممتحنہ)

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کتاب الاحوال میں ذکر کیا ہے:

"وہ ہودنشین عورت جس کے پاس سے خط برآمد ہوا اس کا نام سارہ

تھا اور فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔"

اس بات کا ذکر ہشام نے بھی کیا ہے، وہ عورت مزینہ سے تھی۔

سحنون نے کہا:

"جب کوئی مسلمان اہل حرب کے ساتھ خط وکتابت کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اسے توبہ پر مجبور نہ کیا جائے اور اس کا مال اس کے وارثوں کو دے دیا جائے۔"

ان کے سوائے دوسرے لوگ کہتے ہیں:

"ایسے آدمی کو سختی کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں اور دیر تک قید رکھا جائے اور اس کو ایسی جگہ سے دور رکھا جائے جو کفار کے قریب ہو۔"

مستخرجہ میں ہے کہ ابن قاسم نے کہا ہے:

"اس قتل کر دیا جائے۔ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ وہ زندیق (مشرک، کافر) کی مثل ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور تم میں سے ایسے لوگ ہیں جو تمہاری باتیں کافروں کو جا کر سناتے ہیں پس یہی جاسوس ہیں۔"

سحنون کا قول ہے زیادہ صحیح ہے، جس کی دلیل حاطب والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا ارادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

❀❀❀

حق مہر

بخاری شریف اور مسلم میں مذکور ہے:

"ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے نکاح میں لے لیں۔"

یہ بات کہہ کر وہ عورت کافی دیر تک کھڑی رہی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اس کے ساتھ نکاح نہیں فرماتے تو پھر اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔"

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس سے فرمایا:

"اس کو حق مہر دینے کے لیے تیرے پاس کچھ ہے۔"

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"میرے پاس تہہ بند کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر تو نے یہی اس کو دے دیا تو پھر تو ننگا ہو جائے گا۔ اس لیے کوئی اور چیز تلاش کر۔"

وہ صحابی کہنے لگے:

"یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نہیں ملتا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تلاش کر۔"

مگر کوشش کے باوجود صحابی رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ ملا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

"کیا تجھ قرآن پاک یاد ہے۔"

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"مجھے فلاں فلاں سورۃ مبارکہ یاد ہے۔"

چنانچہ حضور سرورکائنات ﷺ نے فرمایا:

"میں نے اتنے قرآن پاک کے عوض جو تجھے یاد ہے اس کو تیرے نکاح میں دیا۔"

❀❀❀

جنگی قیدیوں کے لیے حکم

ابن وہب کی روایت ہے:

''نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کی خوں ریزی کے بعد ستر قیدی قتل کیے۔ جنگ بدر کے دن قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط کو قید رکھ کر قتل کیا گیا۔ اس شخص کے سوائے جنگ بدر کے قیدیوں میں سے اور کسی کو قتل نہیں کیا گیا۔ حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اڑائی تھی۔''

بعض کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اڑائی تھی۔

ابن ہشام کا بیان ہے:

''نضر بن حارث ابن کلا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ تک قید رکھا اور اس کے بعد رسول کریم ﷺ کی موجودگی میں اس کی گردن اڑائی۔''

اسی روایت میں اس کے قتل کا مقام صفرا بیان کیا گیا ہے۔

ابن قیتبہ نے ذکر کیا ہے:

''رسول کریم ﷺ نے جنگ بدر کے روز تین اشخاص کو قید میں رکھ کر قتل کیا تھا۔ وہ تین آدمی ہیں: عقبیٰ بن ابی معیط، تعیمہ بن عدی، نضر ابن حارث۔''

اور اس روز بہت فدیہ لیا گیا اور زیادہ سے زیادہ فدیہ ایک آدمی کا چار ہزار تھا۔ بعض لوگوں سے یہ فدیہ لیا گیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھائے۔

ابن وہب نے بیان کیا:

"اہل مدینہ اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"جنگ بدر کے قیدی لائے گئے تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کی قوم میں سے ہیں اور آپ ﷺ کے ہم اصل ہیں پس ان کی جان بخشی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے۔"

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی:

"یا رسول اللہ ﷺ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی، آپ ﷺ کو وطن سے نکالا، ان کے جنگجو لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کی۔ اس لیے ان کی گردنیں اڑا دیں۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات بھی نازل ہوئیں:

ترجمہ: "نبی (ﷺ)! جب تک ملک میں کافروں کے ساتھ اچھی طرح لڑائی نہ کرے اس کے پاس قیدیوں کی بھیڑ رہنا مناسب نہیں۔" (انفال)

کتاب اشرف میں درج ہے:

"پہلا سر جو اسلام کے زمانے میں نیزہ پر چڑھایا گیا وہ ابوعزہ کا

سر تھا جسے نیزہ پر چڑھا کر مدینہ کی طرف لے جایا گیا۔"

سیرۃ ابن ہشام میں ہے:

"جنگ بدر کے ستر قیدیوں میں سے ابوعزہ عمرو بن عبداللہ شاعر بھی تھا۔ وہ لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف ابھارتا ہوا نکلا اور قید کر لیا گیا۔ اس کے سوائے اور کوئی قیدی نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں بحالت قید ہی اس کی گردن اڑا دی گئی اور احد کے دن حضرت نبی کریم ﷺ نے ابی ابن خلف کو قتل کیا اور اس کو چھوٹے سے نیزے کے ساتھ زخمی کر دیا جس سے اس کی گردن میں ایک خراش آ گئی۔ اس نے خون بند کر لیا اور پکارا کہ مجھے محمد ﷺ نے قتل کر ڈالا۔"

کفار قریش نے کہا:

"تو بزدل ہو گیا ہے اور تجھ پر خوف غالب آ گیا ہے۔"

اس نے کہا:

"وہ مکہ میں مجھے مار ڈالے گا۔"

چنانچہ اللہ کا یہ دشمن سرف کے مقام پر مر گیا، اس حال میں کہ وہ لوگ مکہ کی طرف جا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یمامہ کے سردار ابو امامہ کو لایا گیا۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے مسجد میں باندھ دیا گیا۔

رسول کریم ﷺ نے مسلسل روزانہ تین مرتبہ اسے اسلام قبول کر لینے کی تلقین کی لیکن جب اس نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا تو اسے اختیار دیا گیا کہ اگر تو آزاد رہنا

چاہے تو آزاد کر دیا جائے گا، فدیہ دینا چاہے تو فدیہ لے لیا جائے گا۔

اس نے جواب دیا۔

"اگر آپ (ﷺ) قتل کریں گے تو یہ بھی ایک بڑے آدمی کا قتل ہو گا۔ اگر فدیہ لیں گے تو بڑے آدمی کا فدیہ ہے۔ اگر آزاد کریں گے تو ایک بڑے آدمی کو آزاد کریں گے، لیکن یہ بات کہ میں اسلام قبول کر لوں، خدا کی قسم میں جبر سے اسلام قبول نہیں کروں گا۔"

اس پر رسول کریم ﷺ کے حکم پر اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس نیک اور عمدہ سلوک کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ بے اختیار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

❀❀❀

اولاد کے بارے میں فیصلہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک ماں اور باپ اپنے بیٹے کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے۔

چنانچہ اس عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میرا خاوند چاہتا ہے کہ وہ میرے بیٹے کو لے جائے اور وہ مجھ کو ابوعتبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے۔''

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے لڑکے! یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں ہے تو جس کا چاہتا ہے ہاتھ پکڑ لے۔''

چنانچہ لڑکے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو لے کر چل دی۔

❀❀❀

حلالہ کے بارے میں وضاحت

بخاری شریف میں مذکور ہے:

"حضرت رفاعہ بن سموال رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا مگر وہ اپنی بیماری کی باعث اس سے الگ رہے اور ان کو چھو بھی نہ سکے۔

اسی دوران انہوں نے ان کو طلاق دے دی۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے دوبارہ تمیمہ بنت وہب سے نکاح کرنا چاہا کیونکہ وہ ان کے سابقہ خاوند تھے اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے نکاح سے پہلے انہوں نے ہی ان کو طلاق دی تھی۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فیصلہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وہ تیرے لیے حلال نہیں تاوقتیکہ وہ لذت جماع نہ چکھ لے۔"

اس طرح آپ ﷺ نے ان کو دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا۔

❀❀❀

فتح مکہ اور اعلان امن

موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور نسائی میں درج ہے:

"فتح مکہ کے موقعہ پر جب حضور ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو اس وقت حضور ﷺ نے خود پہنا ہوا تھا۔ ابھی آپ ﷺ نے اسے اتار ہی تھا کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! ابن خطل کعبہ کے پردہ کو تھامے کھڑا ہے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسے قتل کر دو۔"

ابن شہاب کے حوالے سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی روایت کی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں لکھا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے پکار کر اعلان کیا:

"کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ کسی قیدی کو ہلاک نہ کیا جائے، جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے مکان کے اندر ہو کر بیٹھ جائے اس کے لیے امن ہے۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہے۔ جو شخص ہتھیار ڈال

دے اس کے لیے امن ہے۔"

اس طرح نبی کریم ﷺ نے سب لوگوں کو امان دے دی۔ سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے۔ ان کے بارے میں حضورﷺ نے حکم دیا کہ یہ کعبہ کے پردے کے ساتھ لٹک جائیں تو بھی انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

نسائی وغیرہ کتابوں کے بیان کے مطابق یہ لوگ حسب ذیل تھے:

عبداللہ بن اخطل

عکرمہ بن ابو جہل

مقیش بن صبابتہ

عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح

عبداللہ بن اخطل کعبہ کے پردہ کو تھامے کھڑا تھا۔ حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے لیکن سعید بن حریث رضی اللہ عنہ نے جو نسبتاً چھریرے بدن کے تھے آگے بڑھ کر عبداللہ کو قتل کر دیا۔ مقیش بن صبابتہ بازار چلا جا رہا تھا کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ابن اخطل کے مال سے کوئی تعرض نہ کیا۔

ابن ہشام کا بیان ہے:

"مقیش کا قاتل غیلہ ہے جو اس ہی کی قوم کا ایک فرد تھا اور عکرمہ بن ابو جہل بھاگ گیا اور سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ راستہ میں کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ملاحوں نے کہا:

"اب خدائے واحد کو یاد کرو کیونکہ اس جگہ کوئی دیوی دیوتا تمہارے کام نہیں آسکتا۔"

عکرمہ نے کہا:

''اگر سمندر میں مجھے خالص خدا کی ذات ہی نجات دے سکتی ہے تو خشکی میں بھی مجھے کوئی اور نجات نہ دلائے گا۔ اس لیے میں خدا سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو سیدھا حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیعت کرلو ں گا کیوں کہ میں انہیں دل کا سخی اور عفو کرنے والا پاتا ہوں۔''

چنانچہ اس نے طوفان سے نجات پائی اور وہ اپنی منت کے بموجب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

عبداللہ بن سعد ابی سرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر چھپ گیا۔ چنانچہ جب رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے طلب فرمایا تو انہوں نے اسے وہاں سے نکال کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لا کھڑا کیا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیے۔''

حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اسے غور سے دیکھا۔ ہر مرتبہ حضور ﷺ کے بشرے سے انکار کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اسے بیعت کرلیا۔ اس کے بعد حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''کیا تم لوگوں میں سے کوئی بھی موقعہ شناس نہیں کہ جب وہ دیکھتا کہ میں اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا ہے تو فوراً کھڑا ہو جاتا اور اسے قتل کر دیتا۔''

لوگوں نے عرض کیا:

''ہمیں حضور ﷺ کے دل کی منشا کا علم نہ تھا اگر حضور ﷺ ہمیں سر کے اشارے سے بتا دیتے تو ہم سمجھ جاتے۔''

حضور ﷺ نے جواب دیا:

"نبی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کن انکھیوں سے کام لے۔"

ابن ہشام نے بیان کیا ہے جسے ابن حبیب نے ذکر کیا ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا مردوں اور عورتوں کے علاوہ ایک اور شخص حویرث بن نضیر وہب بن عبد مناف کے قتل کا حکم بھی صادر فرمایا تھا۔"

ابن حبیب نے محولا بالا دو عورتوں کے علاوہ دو اور عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے جن میں ایک تو ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ تھی اور دوسری سارہ بنت عمرو بن ہشام کی آزاد کردہ ایک کنیز تھی۔ ان کے علاوہ دو اور کنیزیں فرتنا اور قریبہ بھی تھیں جو عبداللہ بن اخطل کی مجلس میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہجو کے گیت گاتی تھیں۔ فرتنا مسلمان ہوگئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عہد خلافت میں فوت ہوگئی اور قریبہ و سارہ قتل کردی گئیں اور ہندہ بنت عتبہ بھی مسلمان ہوگئی اور اس نے بیعت کرلی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے:

"سارہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے امان دے دی اور وہ زندہ رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ ایک سنگلاخ وادی میں ایک شخص کے گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے کچل کر ماردی گئی۔"

ابوعبیدہ نے کتاب الاحوال میں ذکر کیا ہے کہ یہی سارہ حاطب رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مکرمہ میں گئی تھی۔

ابن اسحاق نے یہ بھی کہا ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے قتل کا

حکم دیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے کاتب کے عہدہ پر مقرر فرمایا لیکن بعد ازاں وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ پھر اسلام لے آیا تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے اسے ایک عہدے پر نامزد فرما دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسے عہدہ دیا۔“

❀❀❀

باپ کے حق میں فیصلہ

ایک مرتبہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ مجھ سے میرا مال مانگتا ہے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تو پھر اسے دے دو۔"

وہ شخص کہنے لگا:

"وہ تو یہ چاہتا ہے کہ میں اس کے لیے اس سے دستبردار ہو جاؤں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تو اس سے دست بردار ہو جا۔"

راوی بیان فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ نے اس شخص کو نصیحت فرمائی:

"اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر اگر وہ تم سے یہ تقاضا کریں کہ ان کے لیے اپنی دنیا سے نکل جاؤ تو ان کے لیے اس سے بھی نکل جاؤ۔"

❀

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنے باپ کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا اور عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ میرا باپ میرا مال کھا رہا ہے۔“

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تو اور تیرا مال تیرے باپ کے ہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے اس کے باپ کے لیے اس کا مال کھانے کا حکم فرمایا اور پھر حضور ﷺ نے اس کے باپ سے مزید فرمایا:

”اس کے ساتھ جاؤ اگر یہ تم سے پھر انکار کرے تو مجھے اطلاع کرو میں تمہیں اس کے مقابلہ میں مدد دوں گا۔“

❀❀❀

کاشت کاری میں حصہ

ایک مرتبہ چار آدمیوں نے مشترکہ طور پر کاشت کاری میں اس طرح حصہ لیا کہ ایک نے کہا:

"میری طرف سے زمین ہے۔"

دوسرا کہنے لگا:

"میری طرف سے بونے کے لیے بیج ہے۔"

تیسرے نے کہا:

"میری طرف سے بیلوں کی جوڑی ہے۔"

چوتھا کہنے لگا:

"میری طرف سے محنت ہے۔"

چنانچہ اس طرح ان چاروں نے کاشتکاری کی۔ جب کھیتی آئی اور وہ کاٹی گئی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے زمین کو لغو قرار دیا اور اس کے لیے کچھ حصہ ٹھہرایا بیلوں والے کے لیے معین اجرت قرار دی محنت کرنے والے کے لیے ایک درہم روزانہ اجرت فرمائی اور کھیتی بیج والے کے لیے ٹھہرائی۔

روای کا کہنا ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے زمین کو اس لیے لغو ٹھہرایا کہ اس کے لیے کرایہ نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔"

حاملہ سے نکاح

انصار کے ایک شخص بصرہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ایک کنواری عورت سے اس پردہ نشینی میں نکاح کیا پھر جب میں اس کے پاس خلوت میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حاملہ ہے۔''

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا:

''اس عورت کے لیے مہر ہے بعوض ان فوائد کے جو تو نے اس کی صحبت سے حاصل کیے اور بچہ تیرے لیے غلام ہے اور جب وہ بچہ پیدا کر لے تو عورت کو درے مارو۔''

اور آپ ﷺ نے ان دونوں میں تفریق کر دی۔

❀❀❀

نماز قصر کرنے کا حکم

ابن حبیب کا بیان ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ راتیں قیام پذیر رہے اور نماز کو قصر کرتے رہے۔“

صحیح بخاری میں ابن عباس کی روایت ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ مکہ میں انیس دن قیام پذیر رہے اور نمازوں کو قصر کرتے رہے۔“

اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

”ہم نے حضور ﷺ کی ہمراہی میں دس روز مکہ میں ٹھہر کر نمازوں میں قصر کی۔“

ابن عباس بیان کرتے ہیں:

”اس منزل میں جو ہمارے اور مکہ مکرمہ کے درمیان ہے ہم انیس یوم تک نماز قصر کے ساتھ پڑھتے رہے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو پوری نماز پڑھتے۔“

اور مزنی نے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو وہاں اٹھارہ روز تک قیام فرما کر نمازوں کو قصر کرتے رہے۔“

اور ابوداؤد سے روایت ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ تبوک میں بیس روز تک ٹھہرے اور نمازیں قصر کر کے پڑھیں۔''

بخاری اور مسلم میں ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔''

ذی الحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے آپ ﷺ مکہ کو سفر کے ارادے سے چلے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ ﷺ نے ذی الحلیفہ پر عصر میں قصر کر لی۔ اس حدیث میں راوی نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کیا ہے پس مسافر کو چاہیے کہ احتیاطاً نو میل پر قصر کر لے۔

نوٹ: سفر میں ظہر، عصر، اور عشا کی چار چار رکعت کو دو دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے، فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔

❀❀❀

گمشدہ چیز ملنے پر

بخاری و مسلم شریف میں حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

''میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے۔ میں اس تھیلی کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔''

چنانچہ میں نے اعلان کیا تو کوئی نہ ملا جو اس تھیلی کی شناخت کرتا۔ میں پھر اس تھیلی کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس تھیلی کو اور اس کی گنتی کو اور اس کے سربند کو محفوظ رکھو پھر اس کا اگر مالک آ گیا تو اسے دے دینا ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔''

پس میں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات سفر میں تھے ان کا گزر

قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا اور انہوں نے ضیافت کا مطالبہ کیا قبیلہ والوں نے ان کی مہمانداری کرنے سے انکار کر دیا۔ اتفاق سے اس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا۔ اس کے علاج میں انہوں نے ہر طرح سے کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ پھر قبیلہ والوں میں سے کسی نے کہا یہ جو جماعت یہاں آئی ہے اس کے پاس چلو شاید کہ ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ صحابہ کرامؓ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے:

"ہمارے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم نے ہر طرح سے کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیا تمہارے پاس اس کا کوئی علاج ہے۔"

ایک صحابیؓ بولے:

"ہاں میں جھاڑتا ہوں (یعنی دم کرتا ہوں) مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی اب تو میں اس وقت جھاڑ کر دوں گا جب تم اس کی اجرت دو گے۔"

چنانچہ اجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کر دیا اور وہ شخص بالکل ٹھیک ہو گیا اور وہاں سے ایسا ٹھیک ہو کر گیا کہ اس پر زہر کا کچھ اثر نہ تھا۔ اجرت جو مقرر ہوئی تھی انہوں نے پوری دے دی۔

ان صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے کہا اس کو آپس میں تقسیم کر لیا جائے مگر جنہوں نے جھاڑا تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو لیں گے اور حضور نبی

کریم ﷺ سے تمام واقعات عرض کرلیں گے پھر آپ ﷺ اس کے بارے میں جو فیصلہ فرمائیں گے وہ کیا جائے گا۔ (یعنی صحابی کا خیال تھا کہ قرآن مجید پڑھ کر دم کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اجرت حرام ہو) چنانچہ جب یہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہیں اس کا رقیہ (جھاڑ) کیسے معلوم ہوا؟''

اور یہ بھی فرمایا:

''تم نے ٹھیک کیا۔ اسے آپس میں تقسیم کرلو۔''

❀❀❀

وعدہ خلافی کی سزا

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیس سے تیس یوم تک اہل خیبر کا محاصرہ جاری رکھا پھر انہوں نے اس شرط پر امان حاصل کی کہ کسی چیز کو حضور نبی کریم ﷺ سے پوشیدہ نہ رکھیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

''اے حقیق کے فرزندو! تمہیں اپنی عداوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بخوبی معلوم ہے پھر بھی میں اس سے باز نہیں رہ سکتا کہ میں تمہیں وہی حق دوں جو میں نے تمہارے دوسرے ساتھیوں کو دیا ہے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اگر کسی چیز کو پوشیدہ رکھو گے تو تمہارے خون ہم پر حلال ہو جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے برتن کہاں ہیں۔''

انہوں نے جواب دیا:

''ہم نے جنگ میں ان کو خرچ کر دیا۔''

روایت ہے کہ اس پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تو وہ اس مکان میں آئے جس میں برتن جمع تھے اور انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پس ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

ابن عتبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے:

"انہوں نے اس شرط پر امان حاصل کی تھی کہ وہ کوئی چیز سوائے اپنے کپڑوں کے اپنے قبضہ میں نہ رکھیں گے اور اگر وہ کسی چیز کو چھپائیں گے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حفاظت سے بری الذمہ ہوں گے۔"

❀❀❀

حلم اور عتاب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک جیش کا امیر بنا کر اصنم کی طرف روانہ فرمایا۔ اصنم مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ہے اس جیش میں حضرت محلم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اثنائے راہ میں عامر بن اضبط سامنے آیا اور اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلام کیا۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے مسلمان تصور نہیں کرتے تھے۔ اس بنا پر انہوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جناب محلم رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب اس واقعہ کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"تم نے مسلمان کو کیوں قتل کیا؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بناء پر اس نے موت کے ڈر سے اسلام کا اظہار کیا تھا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا تا کہ اس کی نیت و ارادہ کو معلوم کر لیتے۔"

اور فرمایا:

"زبان سفیر ہے جو دل کی ترجمان ہے۔"

اس کے بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ: ”اے اہلِ ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے)
تو خوب تحقیق کرلو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن
نہیں ہو۔“

آیت مبارکہ نازل ہونے کے بعد حضرت محلم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور حضور ﷺ سے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت و معافی
طلب فرمائیں۔“

چونکہ حضور نبی کریم ﷺ ان کی نازیبا حرکت پر ناراضگی کا فیصلہ فرما چکے تھے اور سخت ناراض تھے اس لیے فرمایا:

”نہ تجھے اللہ بخشے اور نہ تجھے اللہ معاف کرے۔“

اس کے بعد محلم رضی اللہ عنہ اس حال میں اٹھ کھڑے ہوئے کہ اپنے آنسوؤں کو اپنی چادر سے صاف کرتے تھے اور اسی وقت جب کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ سات دن کے بعد فوت ہوگئے۔ جب ان کو دفن کیا گیا تو زمین نے باہر نکال دیا۔ اس طرح تین مرتبہ کیا گیا۔ ہر مرتبہ زمین نکال باہر کرتی۔ آخرکار ان کو دو پتھروں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچائی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زمین نے محلم رضی اللہ عنہ کو اگل دیا اور زمین اس کو اگلتی ہے جو اس
سے بدتر ہو لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں نصیحت فرمائے تاکہ تم عبر
ت حاصل کرو۔“

جہاد اور مجاہد

یہ غزوہ خیبر کا واقعہ ہے۔ایک دن مسلمان یہود کے ایک قلعہ صعب کے محاصرہ اور جنگ میں مشغول تھے کہ مرحب یہودی قلعہ سے باہر نکلا اور میدان جنگ میں آ کر اپنا مقابل طلب کرنے لگا۔حضرت عامر بن سنان الاکوع رضی اللہ عنہ جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے حدی پڑھتے وقت ترحم و استغفار فرمایا تھا۔وہ مرحب یہودی کے مقابلے پر آئے۔اس یہودی نے ان پر تلوار کا زبردست وار کیا۔حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اس کا وار اپنی ڈھال پر روکا اور یہودی کی تلوار ان کی ڈھال پر جم کر رہ گئی۔اس کے بعد حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کا وار مرحب پر کیا مگر ان کی تلوار مرحب یہودی سے خطا ہو کر ان کے اپنے زانو پر آ لگی اور اپنی ہی تلوار کے وار سے زخمی ہو گئے اور اس زخم سے وہ جنت الفردوس میں جا پہنچے۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا عمل ضائع گیا کیونکہ وہ اپنی ہی تلوار سے مارے گئے اور اپنی جان کے قاتل بنے۔"

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

"وہ غلط کہتے ہیں۔بے شک ان کو دگنا اجر و ثواب ہے۔"

پھر اپنی دونوں انگشت مبارک کو ملا کر فرمایا:

"انہوں نے جہاد کیا وہ مجاہد تھے۔"

طلاق اور کفارہ

حضرت خولہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام حضرت اوس بن اخرم انصاری رضی اللہ عنہ تھا۔ حضرت خولہ بڑی خوبصورت، نیک، پارسا اور سمجھدار خاتون تھیں۔ ان کے شوہر حضرت اوس رضی اللہ عنہ ذرا تیز طبیعت کے اور جلدی غصہ میں آجایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو ہم بستری کے لیے بلایا۔ انہوں نے کہا نہ مانا تو وہ جوش میں آگئے اور غصہ میں فرمایا:

"تو مجھ پر میری ماں کی کمر کی مانند ہے۔"

یہ کہہ کر گھر سے نکل گئے پھر جب کچھ دیر کے بعد غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنے کہے پر بڑے پشیمان ہوئے اور یہ چاہا کہ صلح ہو جائے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"صلح کی کوئی صورت ممکن نہیں جب تک کہ حضور ﷺ سے تمام واقعہ بیان نہ کر دیا جائے۔"

چنانچہ وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ساری حقیقت حال بیان کی:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس طرح کا کہنا زمانہ جاہلیت میں طلاق کا حکم رکھتا تھا مگر مجھ پر ابھی تک اس بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میرا معاملہ انتہائی مشکل ہے اگر میں ان کے بچوں کو چھوڑتی ہوں تو ضائع ہو جائیں گے، اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے رہیں گے۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ ہی آسان فرمائے گا۔''

روایت میں ہے:

''جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حال عرض کیا تو اس کے بعد وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مبارک میں ایک کونے میں جا کر سر سجدے میں رکھ کر آہ وزاری میں مصروف ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت رو رو کر عرض کی اور کہا:

''اے اللہ! میں تجھ سے اپنی بے بسی، بیچارگی، اپنے خاوند کی جدائی اور اپنی پریشانی کی شکایت کرتی ہوں۔''

ابھی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے سجدے سے سر اٹھایا ہی نہ تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور سورہ مجادلہ کی یہ ابتدائی آیات مبارکہ لے کر آئے:

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور (ساتھ ہی) شکوہ کیے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج وغم کا) اور اللہ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو۔''

چنانچہ جب اس سورہ مبارکہ میں کفارہ کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا بلا کر فرمایا:

''ایک غلام آزاد کرو پھر تم خولہ رضی اللہ عنہا سے صحبت کر سکتے ہو۔''

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میں اتنی قدرت نہیں رکھتا۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو مہینے کے روزے مسلسل رکھو۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میری حالت تو ایسی ہے کہ اگر ایک دن میں دو یا تین بار نہ کھاؤں تو میری آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ میں اس کی بھی سکت نہیں رکھتا۔"

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک آدمی مجلس میں حاضر ہوا اور کھجوروں کا ایک تھیلا لایا جس میں تقریباً پندرہ صاع کھجوریں تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"ان کھجوروں کو لے جاؤ اور مسکینوں میں تقسیم کر دو تاکہ تمہارا کفارہ ہو جائے۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ میں اپنے سے زیادہ کسی کو مسکین نہیں جانتا۔ اگر حکم ہو تو اپنے اور پرادر اپنے اہل و عیال پر تقسیم کر دوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ایسا ہی کرو۔"

❀❀❀

قاصد کی اہمیت

ابی داؤد میں نعیم بن مسعود سے مروی ہے:

''جب مسیلمہ کذاب نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پڑھا گیا تو میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ان دو قاصدوں کو جو خط لائے تھے فرمایا:

''تم دونوں کا اس بات کے بارے میں جو وہ کہتا ہے کیا خیال ہے؟''

انہوں نے جواب دیا:

''ہمارا بھی وہی خیال ہے جو اس نے لکھا ہے۔''

حضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد کو قتل نہ کیا جائے گا تو تم دونوں کی گردنیں اڑا دی جاتیں۔''

ابو رافع بیان کرتے ہیں:

جب میں قریش کی طرف سے پیغام بر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مجھ پر حق کھل گیا اور میں اسلام لے آیا تو میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! اب میں لوٹ کر قریش کی طرف نہ جاؤں گا۔''

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں وعدہ کی خلاف ورزی نہ کروں گا اور نہ قاصد کو روکوں گا۔ اس

لیے اب تم واپس چلے جاؤ اور پھر بھی اگر تمہارے دل کو یہی کیفیت رہی تو آجانا۔“

چنانچہ میں واپس چلا گیا اور اس کے بعد پھر واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔

❀❀❀

چار گواہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''حضرت سعد بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ (جو کہ انصار کے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں) نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

''یارسول اللہ ﷺ! اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ پاؤں تو کیا میں اسے قتل کر دوں یا چار گواہ لاؤں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہاں چار گواہ لاؤ۔''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے پہلے اس کا علاج تلوار سے کروں گا۔''

اس پر حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''اے انصاریو! سنو اور غور کرو کہ تمہارا سردار کیا کہتا ہے۔''

''بلاشبہ وہ غیرت مند شخص ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت ہی کی وجہ تو ہے کہ بندوں پر گناہوں کے اظہار کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ گناہ ظاہری ہوں یا مخفی طور۔''

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے کا مطلب حضور نبی کریم ﷺ) کے قول کی مخالفت نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

"مجھ میں عزت اور غضب اس حد تک موجود ہے کہ میں ایسی حالت میں دیکھ کر خود پر قابو نہیں پا سکتا اور فوری ردعمل کے طور پر تلوار استعمال کر سکتا ہوں۔"

مگر شرعی حکم وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے)

پناہ کا احکام

کلبی نے تفسیر ابن سلام میں کہا ہے:

''بعض مشرکین جو حضور ﷺ کے ساتھ کسی معاہدہ میں شریک نہ تھے اور نہ ہی وہ حج کے موقع پر حاضر تھے، یہ اطلاع ملی کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ماہ محرم کے اختتام کے بعد ایسے مشرکوں کے ساتھ جنگ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تاکہ حضور ﷺ کے ساتھ تجدید عہد کریں۔ یہ واقعہ ماہ محرم کے اختتام کے بعد ہوا۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے اسلام، ادائیگی نماز و زکوٰۃ کی شرائط پیش کیں جو انہوں نے منظور نہ کیں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں اپنے علاقوں میں واپس جانے کی اجازت دے دی اور اپنے وطن پہنچ گئے۔ یہ لوگ بنی قیس بن ثعلبہ کے عیسائی تھے پھر وہ لوگ یمامہ سے ملے اور ان میں سے کچھ نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض لوگ اپنے دین پر قائم رہے۔''

مسند ابن ابی شیبہ میں بیان کیا گیا ہے:

''ایک مسلمان فوجی دستہ نے کچھ مال اپنے قبضے میں لیا۔ یہ مال حضرت نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے

خاوند ابو العاص کا تھا۔ وہ بھاگ گئے لیکن رات کو خفیہ طور پر
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں اس مال کی طلب میں آئے اور ان
کے ہاں پناہ لی۔

جب حضور ﷺ نے صبح کی نماز کی تکبیر کہی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی صف میں پکار کر کہا:

”لوگو! میں نے ابو العاص کو پناہ دی۔“

جب حضور ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

”جو کچھ میں نے سنا تم لوگوں نے بھی سنا؟“

انہوں نے عرض کیا:

”جی ہاں۔ ہم نے سن لیا ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مجھے
اس معاملہ کے بارے میں اس بات کے سننے سے پہلے قطعاً علم
نہ تھا اور یقیناً مسلمانوں کا ایک ادنیٰ شخص بھی کسی شخص کو مسلمانوں
سے بچانے کے لیے اپنے پاس پناہ دے سکتا ہے۔“

اس کے بعد حضور ﷺ اپنی بیٹی کے پاس گئے اور انہیں ہدایت کی:

”ابو العاص کی تواضع کرو لیکن وہ تمہارے قریب نہ آنے پائے
اس لیے کہ تم اس کے لیے حلال نہیں۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے کہا:

”اے لوگو! اگر احسان کرو اور ابو العاص کا مال اسے واپس
دے دو تو یہ پسندیدہ امر ہے اور اگر تم اس بات کو منظور نہ کرو تو یہ اللہ

کی طرف سے غنیمت کا مال ہے جس کے تم زیادہ حق دار بنتے ہو۔"

اس پر لوگوں نے وہ سارے کا سارا مال ابوالعاص کو واپس دے دیا۔

ابوالعاص اس مال کو لے کر مکہ واپس چلے گئے اور قریش کے ہر شخص کو جس کی طرف ان کے ذمے کچھ نکلتا تھا اس کے مواجب ادا کر دیا۔

انہوں نے کہا:

"خدا تم کو جزا دے تم واقعی ایماندار ہو۔"

آپ نے فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نیز یہ کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ خدا کی قسم مجھے اس سے پہلے اسلام لانے میں یہ احتمال تھا کہ تم خیال کرو گے کہ مال ہضم کرنے کی خاطر یہ مسلمان ہو گیا ہے، پس جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے مواجب ادا کرنے کا سامان کر دیا تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔"

اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ابونضر سے روایت کی گئی ہے:

"ام ہانی بنت ابوطالب کے غلام ابو مرہ نے ان سے کہا کہ ام ہانی کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں گئی۔ حضور ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے تھیں۔ جب حضور ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ پھر میری طرف

متوجہ ہوئے تو میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے جسے میں نے پناہ دی ہے اور وہ فلاں شخص ہے۔"

اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا) جس شخص کو تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔"

ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

"یہ چاشت کی نماز تھی اور شخص مذکور ام ہانی کے خاوند تھے۔"

(ابن حبیب کا خیال ہے کہ ادنیٰ آدمی کے پناہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کم رتبہ آدمی مثلاً آزاد غلام، عورت یا لڑکا جو امان کے معنی سمجھتا ہو وہ ایسے شخص کو پناہ دے سکتا ہے)

حرام اشیاء کے بارے میں حکم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب قبیلہ لخم کا ایک فد اسلام قبول کرنے کے بعد حاضر ہوا تو یہ دس افراد تھے، اوران کے حضرت سردار ہانی بن حبیب رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کئی گھوڑے ایک خوبصورت قبا جو کہ ریشمی کپڑے کی تھی اوراس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا اور ایک مشکیزہ جو کہ شراب سے بھرا تھا ہدیے میں لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے شراب حرام قرار دی ہے۔''

حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اسے فروخت کرتا ہوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے شراب حرام کی ہے اس نے اس کی خرید وفروخت بھی حرام کی ہے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں اور قبا کو قبول فرمایا:

روایات میں آتا ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ قبا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔''

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میں اس کا کیا کروں۔ کیونکہ یہ تو مردوں پر حرام ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس میں سے سونا الگ کر کے کچھ کا اپنی بیوی کو زیور بنا دو اور باقی کو اپنے خرچ میں لے آؤ اور ریشمی کپڑے کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ۔"

اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہ قبا ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دی۔

جزیہ کا حکم اور مقدار

ابن حبیب کہتے ہیں:

"جب نبی کریم ﷺ ابتدا مبعوث ہوئے تو جہاد اور جزیہ کے بغیر مبعوث ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے ایسی حالت میں دس سال تک مکہ میں قیام رکھا اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی جارحانہ اقدام کی اجازت نہ دی تا کہ آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

"اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بناء پر کہ ان پر ظلم کیا گیا۔" (الحج: ۳۹)

اس طرح آپ ﷺ کو جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور جنگ نہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا حکم۔

چنانچہ فرمایا:

"اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تم سے لڑیں اور تمہاری طرف صلح کے پیغام بھیجیں تو ایسے لوگوں پر دست درازی کرنے کا راستہ اللہ نے نہیں رکھا۔" (النساء)

اس کے بعد ہجرت کے آٹھ سال گزرنے پر سورۃ براۃ نازل ہوئی تو آپ ﷺ کو ان تمام اعراب کے ساتھ جو اسلام نہیں لائے تھے۔ جنگ کرنے کا حکم ہوا۔ خواہ وہ آپ ﷺ سے جنگ کرتے ہوں یا آپ ﷺ سے الگ رہتے ہوں سوائے

ان لوگوں کے جن سے آپ ﷺ نے معاہدہ کرلیا اور کسی قسم کی وعدہ خلافی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قتل کرو تم ان کو جہاں تم پاؤ ان کو یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اہل کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جنگ کرو ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز قیامت پر۔ ان میں وہ عرب شامل ہیں جو اہل کتاب کے دین کے وابستہ ہوگئے۔"

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران اور اہل ایلہ سے جزیہ لیا جو عیسائی عرب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے اہل کتاب کے کسی کو جزیہ سے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور اپنے نبی ﷺ کو ان کے سوائے دوسری قوموں سے لڑنے کا حکم دیا اور پھر آتش پرستوں کے لیے قرآن کریم کے ذریعے وہ حکم منسوخ کر دیا جو حدیث میں تھا اور اس طرح عجم کے مجوسیوں سے جزیہ لینا حلال کر دیا جب وہ اس پر رضامند ہوں اور عرب کے مشرکوں سے جو بت پرست تھے۔ یہ بات قائم رکھی کہ ان سے جنگ کی جائے یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور ان سے جزیہ بھی قبول نہ کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بات میں اہل عرب کے ساتھ امتیازی سلوک مطلوب تھا۔

ابوعبیدہ کی کتاب الاحوال میں درج ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اہل یمن سے ہر بالغ اور ہر بالغ عورت سے جزیہ لیں۔"

اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا:

''غلام ہو یا لونڈی ایک دینار اور اس کی قیمت کی یمنی چادر۔''

اور اسی پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عمل ہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے طریق پر عمل پیرا ہیں جس سے انہوں نے سونے کا چار دینار اور چاندی کے چالیس درہم مقرر فرمائے اور عورتوں اور غلاموں پر جزیہ روا نہیں رکھا۔

❀❀❀

عورت کی مرضی

موطا امام مالک صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی اور مصنف عبدالرزاق خنسا بنت جذام سے روایت ہے:

''ان کے والد نے ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر ایک ایسے آدمی سے کر دیا جسے وہ پہلے سے جانتی تھی اور ناپسند بھی کرتی تھی۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میرا نکاح فسخ فرما دیجئے۔''

نبی پاک ﷺ نے اس کی عرضداشت سن کا اس کا نکاح فسخ فرما دیا

اور مہاجرین عکرمہ کی زبانی مصنف عبدلرزاق میں ایک اور روایت بھی درج ہے:

''ایک کنواری لڑکی کا نکاح اس کے والد نے ایسی صورت میں کر دیا کہ وہ اس نکاح پر رضا مند نہ تھی۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے اس بارے میں اسے اپنی مرضی کی مختار قرار دیا۔''

ابن صریح نے بیان کیا ہے:

''ایک بیوہ اور ایک کنواری لڑکی کا نکاح ان کے باپ نے ان کی مرضی کے بغیر کر دیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تنسیخ نکاح کی غرض سے حاضر ہوئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا

نکاح فسخ فرمادیا۔"

عبداللہ بن مروہ نے روایت کی ہے:

ایک کنواری عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی:

"میرے باپ نے اپنی ادنیٰ حالت کو درست کرنے کے لیے میرا نکاح میری مرضی کے بغیر اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے۔کیا اس بارے میں مجھے کچھ عرض کرنے کا اختیار ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہاں۔"

اس نے عرض کیا:

"میں یہ تو نہیں چاہتی کہ اپنے باپ کے کیے ہوئے کام کو نامنظور کر دوں ۔البتہ میری یہ خواہش ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے عورتوں کو اس بارے میں کوئی اختیار ہے یا نہیں۔"

واضح میں درج ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ اپنی کسی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے تو پردہ کی طرف آتے ۔پھر فرماتے کہ فلاں شخص فلاں لڑکی کے لیے درخواست کرتا ہے پھر اگر وہ پردے کو ہلاتی یا کوئی اشارہ کر دیتی تو اس کا نکاح نہ کرتے اور اگر خاموش ہو رہتی تو اس کا نکاح کر دیتے۔

مدونہ میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو ان دونوں سے اس بارے میں کوئی مشورہ نہیں کیا۔"

اسی طرح ابن وضاح کی روایت میں ہے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"جوعورت ایک مرتبہ خاوند دیکھ چکی ہو اس کے باپ کو حق ہے کہ وہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے۔"

اور اسماعیل نے کہا ہی

"اس نظریہ میں ایک فقہی نکتہ ہے لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے۔"

اور نخعی کہتے ہیں:

"یہ حکم اس وقت کے لیے ہے کہ اگر وہ لڑکی اس کے عیال میں ہو۔"

اسماعیل قاضی کہتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض صاجزادیوں کا نکاح ہجرت سے قبل اور بعض کا ہجرت سے بعد کیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں احکام کی پختگی کا زمانہ ہجرت کے بعد ہی کا ہے اور یہ امر معلوم نہیں کہ ہجرت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی ایسی بیٹی کا نکاح کیا ہو جس کا اس سے پہلے شوہر نہ تھا۔ سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جن کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اور چونکہ حضور ﷺ کی صاجزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جس نے انہیں طلاق دے دی تو حضور ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔"

اور حسن کی روایت جس میں ذکر ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دو لڑکیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا اور ان سے مشورہ نہیں لیا تو شاید وہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہوں کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی ہجرت کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے سوائے اور کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا۔"

اندریں حالت اسماعیل کی روایت ابن وضاح کی روایت کے خلاف ہے جس میں دو بیٹیوں کے متعلق کہا گیا۔ اور معارف میں ابن قیتبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح مدینہ میں کیا اور پھر ان کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔

❀❀❀

خلوت صحیحہ کے پہلے شوہر کا انتقال

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا:

''ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر مقرر نہ کیا اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی اور وہ مر گیا۔ اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟''

آپ ﷺ اس کے جواب کو ٹالتے رہے۔ اس کے بعد بارگاہ رب العزت میں مخاطب ہو کر عرض کیا:

''الٰہی میں اس بارے میں اپنا جواب پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ صحیح ہے تو وہ تیری طرف سے ہوگا اور اگر غلطی ہوئی تو میری طرف سے ہوگی۔''

اور نسائی میں روایت ہے:

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غلط ہوا تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔''

بعد میں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

''میرا قیاس ہے کہ اس کے لیے مہر ایسی عورت کے مہر کے برابر ہونا چاہیے جو اس کے خاندان کی عورتوں کے برابر ہو اور وہ ورثہ کا حق دار ہے، اور اس معاملہ میں عدت کی معیاد چار ماہ اور دس دن ہے۔''

یہ فتویٰ سن کر بنی اشجع کے چند لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا:

"ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی ورشق کی بیٹی بروع کے بارے میں اس قسم کی فیصلہ دیا تھا۔"

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"ورشق کی بیٹی بنی اداس سے تھی اور بنی اداس کا قبیلہ بنی عامر سے ہے اور وہ لوگ جو حضور نبی کریم ﷺ کے محولہ بالا فیصلہ کے وقت موقعہ پر موجود تھے وہ معقل بن سنان اور اسی کی قوم کے بعض افراد تھے۔"

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"اس عورت کے لیے کوئی حق مہر نہیں۔"

اور یہی خیال فرید کا بھی اور اسی پر مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عمل ہے۔ البتہ سفیان حسن اور قتادہ کا عمل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ پر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رسول کریم ﷺ کے قول پر ایک اعرابی کی تصدیق قابل قبول نہیں۔"

اور دونوں کتابوں میں درج ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا جو فتویٰ انہوں نے دیا ہے اسی کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ بھی فتویٰ دے چکے ہیں تو انہیں اس بات سے اتنی خوشی ہوئی تو کہ کسی بات سے نہ ہوئی تھی۔

❀❀❀

شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''حضور ﷺ کی خدمت میں ہند بنت عتبہ آئی اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میرا خاوند ابوسفیان ایک ممسک اور بخیل آدمی ہے اور وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو۔ سوائے اس مال کے جو میں اس کی بے خبری میں لے لوں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اتنا مال لے لیا کر جو عام ضروریات کے لحاظ سے تیرے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔''

حضور ﷺ کے اس فیصلہ میں فقہی نکتہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کے بارے میں جو موقعہ پر موجود نہ ہو فیصلہ ہو سکتا ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عنوان بھی یہی قائم کیا ہے:

''وہ لوگ جن کے لیے قاضی وقت نے یہ جائز قرار دیا ہے کہ وہ اپنے علم کے مطابق کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ جو کہ لوگ اس کے فیصلے پر بدگمان نہ ہوں اور نہ تہمت رکھیں اور امر واقعہ

ایک مشہور بات ہو اور نیز یہ کہ جو شخص کسی کو اس کے جائز حق سے
محروم رکھے اور وہ اس مال کو پالے تو اسی کے لیے جائز ہے کہ اس
کی بے خبری میں اپنے حق کے مطابق اس سے لے لے۔"

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں اس مسئلہ پر اختلاف ہے۔

❀❀❀

خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم

واضح میں مروی ہے علیہ الرحمۃ اللہ

"حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کے بارے میں فیصلہ کیا کہ ہر دو حضرات نے حضور ﷺ کی خدمت میں گھر کے کام کے بارے میں شکایت کی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھر کے اندرونی کام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیرونی کاموں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔"

ابن حبیب کہتے ہیں:

"گھر کے اندرونی کام یہ ہیں۔ آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، بستر بچھانا، گھر میں جھاڑو دینا اور پانی گھرنا جب کہ پانی بھر کے ساتھ ہی ہو اور گھر کے دوسرے متفرق کام۔"

اور بخاری و مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے:

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں شکایت کی کہ چکی پیسنے سے ان کے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں اور ان کو یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کنیزیں آئی ہیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے بحالیکہ ہم آرام کے لیے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر کھڑے ہونے لگے تو فرمایا:

''لیٹے رہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے سوال سے بہتر ہے کہ جب تم سونے لگو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔''

چنانچہ اس کے بعد میں نے اس وظیفہ کو کبھی ترک نہ کیا۔

❀❀❀

مہر کی مقدار

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں مروی ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنے نکاح میں اپنی زرہ حطیمہ نامی بطور مہر دی۔ جسے پانچ سو درہم میں فروخت کیا گیا تھا۔ حضور رسول کریم ﷺ نے اس رقم کے کچھ حصہ کی خوشبو خرید فرمائی۔"

مصنف عبدالرزاق میں یہ بھی لکھا ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں بارہ اوقیہ چاندی ادا کی، اور جہیز کی صورت میں نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک جھالروں والی چادر ایک تکیہ چمڑے کا جس میں اذخر کی گھاس تھی اور ایک مشک دی تھی۔"

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری و مسلم اور نسائی میں وارد ہے:

"رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے نکاح میں قبول کر لیجئے۔"

وہ دیر تک کھڑی رہی اور اس کے بعد مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

"یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اسے قبول نہیں فرماتے تو اس

کا میرے ساتھ نکاح کر دیجئے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"کیا تمہارے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لیے کچھ ہے۔"

اس نے کہا:

"سوائے اس تہبند کے اور کچھ نہیں"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر تو نے اسے بھی دے ڈالا تو تو خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ کوئی اور چیز دیکھ۔"

اس نے عرض کیا:

"مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"پھر تلاش کرو خواہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔"

لیکن تلاش کرنے کے بعد بھی اسے کچھ نہ ملا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟"

اس نے عرض کیا:

"جی ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں نے اتنے قرآن کے بارے میں جو تجھے حفظ ہے اس عورت کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔"

کہتے ہیں کہ یہ عورت خولہ بنت حکیم تھی اور بعض نے کہا ام شریک۔

اس معاملے سے ایک فقہی نکتہ یہ ملتا ہے کہ جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو حاکم وقت

اس کا ولی ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ نکاح اسباب کے عوض میں بھی ہو سکتا ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زرہ کے عوض کر دیا تھا۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کا معاوضہ جائز ہے البتہ ابن حبیب کے خیال میں یہ حدیث منسوخ ہے مگر ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اور صحابہ، تابعین اور فقہا میں سے کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا سوائے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ممکن ہے کہ وہ عورت خاص اسی سورت کو یاد کر رہی ہو اور یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے پر بھی رضامند ہو اور اس نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کر دیا ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی پانچ درہم یا اس سے کم پر نکاح نہیں کیا سوائے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنہوں نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا جو پانچ درہم قیمت کا تھا اور ابن منذر نے اشرف میں لکھا ہے:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اتنے مال کے عوض نکاح کیا تھا جو دس درہم کی قیمت کے برابر تھا۔"

اور واضحہ میں ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے نکاح جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوئے تھے ان کے مہر کی تعداد پانچ پانچ سو درہم تھی اور وثائق ابن عطار میں بھی چار سو درہم ہے۔ نوادر وغیرہ میں یہ بھی درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے چار ہزار درہم پر نکاح کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ چار سو دینار طلائی پر کیا۔

❀❀❀

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک معاملہ

صحیح بخاری مصنف ابی داؤد اور واضحہ میں درج ہے:
''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کی درخواست کی اور بنو ہشام بن مغیرہ نے اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی مگر حضور ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ غصہ میں گھر سے نکلے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب لوگوں حضور نبی کریم ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور کہا:
''ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابی طالب کے ساتھ کرنے کی اجازت کی ہے۔ میں کبھی ان کو اجازت نہ دوں گا سوائے اس کے کہ علی ابن ابی طالب اس بات کا ارادہ کریں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کریں۔ میری بیٹی میرے وجود کا ٹکڑا ہے۔ جس بات سے اسے دکھ ہوتا ہے۔ اس سے مجھے دکھ ہوتا ہے اور مجھے وہ بات تشویش میں ڈالتی ہے جو اسے تشویش میں ڈالتی ہے اور خدا کے رسول ﷺ کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہ ہوں گی۔ مجھے احتمال ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دین کے بارے میں کسی فتنہ میں نہ ڈالی جائے۔ میں کسی حلال

کو حرام نہیں ٹھہراتا نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔"

اور ابن حبیب کا قول ہے:

"کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فعل سے اپنے لیے اسے معاملات کے بارے میں کوئی دلیل پکڑے اس لیے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔"

❀❀❀

رضاع کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم

صحیح بخاری میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

''یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوسفیان کی بیٹی قبول ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے کیا کرنا چاہیے؟''

میں نے عرض کیا:

''نکاح کر لیجیے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تجھے یہ پسند ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''میں اکیلی نہیں ہوں اور مجھے اپنی سوکنوں میں سے اپنی ایک من پسند ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا:

''وہ مجھ پر حلال نہیں۔''

میں نے جواب دیا:

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درہ کے ساتھ نکاح کی

درخواست کر رہے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سلمہ کی بیٹی۔“

میں نے جواب دیا: ”ہاں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر وہ میری پروردہ نہ بھی ہوتی تو بھی وہ میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ثویبہ (رضی اللہ عنہا) نے دودھ پلایا ہے۔ اس لیے تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا ذکر اس سلسلے میں نہ کرو۔“

حضرت عروہ کہتے ہیں:

”ثویبہ ابولہب کی ایک لونڈی تھی جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو آپ ﷺ کے کسی اہل خانہ نے اسے خواب کے اندر بری حالت میں دیکھا۔ اس نے پوچھا:

”تیرے ساتھ سا سلوک ہوا؟“

اس نے جواب دیا:

”میرے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں ہو۔ البتہ اس بات کے لیے کہ میں نے ثویبہ کے آزاد کرنے کی کوشش کی۔“

عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

”میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس میں نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا:

"میں نے فلاں عورت کی فلاں بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور وہ جھوٹ کہتی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ جب میں نے پھر آپ ﷺ کے سامنے آ کر عرض کیا کہ وہ عورت جھوٹ بولتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس بات کو کیا کہتے ہو۔ جب کہ اسے یقین ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اسے اپنے سے علیحدہ کر دو۔"

مدونہ میں واقعہ ہے:

"حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے رضاع کے بارے میں تنہا ایک عورت کی شہادت کو کافی نہیں خیال کی اور یہ کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک عورت کے رضاع کی خبر دی گئی تو حضور ﷺ مسکرا دیے اور فرمایا:

"کیونکر تمہارا اور اس نکاح ہو سکتا ہے، اس حالت میں کہ تم نے اور تمہاری بیوی نے ایک دودھ پیا ہے۔"

اور بخاری شریف میں یہ بھی آیا ہے:

"حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے کس طرح ہم صحبت ہو سکتے ہو؟"

پس اس عورت کو اس کے خاوند نے الگ کر دیا اور اس عورت نے ایک اور شخص سے نکاح کر لیا۔

❀❀❀

مال کی تقسیم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا ارسال کیا۔ تو حضور ﷺ نے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ اتنے میں ایک آدمی جو بے ڈول سی شکل کا تھا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور پیشانی اوپر کی طرف ابھری ہوئی تھی۔ کھڑا ہوا وہ کہنے لگا:

"میں نے ایک ایسی تقسیم دیکھی ہے جس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں رکھی گئی۔"

حضور ﷺ یہ سن کر برافروختہ ہوئے۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے:

"حضور ﷺ خیبر کے اموال کو تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک سیاہ فام شخص نے کھڑے ہو کے کہا:

"آج آپ ﷺ نے شروع دن ہی سے انصاف مدنظر نہیں رکھا۔"

❀❀❀

متعہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری اور نسائی میں وارد ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ کے سال آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میرا ایک دوست بنی عامر کی ایک عورت کے پاس گئے جو گویا ایک لمبی گردن والی جوان اونٹنی تھی اور ہم دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے عوض اس سے متعہ کرنے کے لیے کہا۔ وہ میرے ساتھی کو تاڑنے لگی۔ میرے دوست نے کہا:

''میری چادر اس سے اچھی ہے۔''

وہ کہنے لگی:

''جیسی بھی اس کی چادر ہو ہمیں یہی منظور ہے۔''

پس میں اس کے ساتھ تین دن تک کے لیے رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا اور فرمایا:

''اللہ نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔ اس لیے جس کسی کے پاس اس طرح کی کوئی عورت ہو وہ اسے چھوڑ دے اور جو کچھ اس نے عورت کو دیا ہے وہ واپس نہ لے۔''

اس شخص نے بیان کیا:

"میرے اور اس عورت کے درمیان دس دن کی میعاد مقرر تھی میں
نے اس کے ساتھ ابھی ایک ہی رات گزاری تھی کہ صبح کو باہر نکلنے پر
میں نے دیکھا رسول خدا ﷺ رکن اور دروازے کے درمیان
کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں۔"
"میں نے تم کو عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی جو اجازت دی تھی
اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا پس جس شخص
کے پاس اس قسم کی کوئی عورت ہو وہ اسے چھوڑ دے اور جو کچھ
اس نے انہیں دیا ہے وہ واپس نہ لے۔"

راویوں نے متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں وقت کا اختلاف کیا
ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ متعہ کی حرمت کا حکم خیبر کے سال ہوا بعض کا خیال ہے کہ ۷ھ
میں صلح حدیبیہ کے بعد ہوا لیکن ابوعبیدہ کا خیال ہے کہ حرمت کا حکم سال فتح مکہ میں ہوا۔

❀❀❀

مساوات

احمد بن خالد کہتے ہیں:

''جب حضور نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہیں فرمایا:

''میں نے نجاشی کی طرف ایک پوشاک اور چند اوقیہ مشک بھیجی

مجھے واپس مل گئیں تو وہ تمہاری ہیں۔''

چنانچہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

پھر آپ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے ہر ایک کو ایک اوقیہ مشک عطا فرمائی اور باقی مشک اور پوشاک ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔

❀❀❀

خلع کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم

موطا امام مالک، بخاری اور نسائی میں وارد ہے کہ حبیبہ بنت سہل، ثابت بن قیس بن شاس کے نکاح میں تھی۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ حبیبہ بنت سہل صبح صبح باہر کھڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

"کون ہے؟"

عرض کیا:

"میں ہوں حبیبہ بنت سہل۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کیا بات ہے؟"

اس نے عرض کیا:

"نہ میں اور نہ ثابت بن قیس میرا شوہر ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔"

جب ثابت بن قیس حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حبیبہ بنت سہل اس بات میں جو کچھ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے ذکر کرتی ہے۔"

حبیبہ نے کہا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ اس نے مجھے مال میں دیا ہے وہ

میرے پاس موجود ہے۔"

پس رسول کریم ﷺ نے ثابت سے کہا:

"یہ مال اس سے لے لو۔"

اس نے وہ مال لے لیا اور وہ عورت اپنے میکے جا بیٹھی۔

یہ الفاظ موطا اور نسائی کے ہیں اور بخاری اور مسلم میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ عورت نے کہا:

"نہ میں اس کے اخلاق سے ناراض ہوں اور نہ اس کے دین سے بلکہ مجھے مسلمان ہو کر شوہر کا حق ادا نہ کرنے کا احتمال کا خطرہ ہے جو حالت کشیدگی میں ممکن ہے۔"

پس رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"کیا تو اس کا باغ واپس کرتی ہے؟"

عرض کیا:

"ہاں یارسول اللہ ﷺ۔"

اس پر رسول کریم ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"تم اس کا باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو۔"

ابن منذر کی کتاب میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ایک حیض عدت بیٹھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں اور ابن منذر کے نزدیک بھی یہی درست ہے اور جس بات پر علماء کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ عدت مطلقہ کی میعاد تین قرء ہیں۔ مصنف ابن مسکین میں لکھا ہے:

"ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ توڑ دیا

۔اس کا نام حدیبیہ تھا۔اس کا بھائی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے ثابت سے کہلا بھیجا:

''اس کا مہر جو تیرے ذمے ہے اسے رکھ لے اور اسے چھوڑ دے۔''

اس نے جواب دیا:

''بہت اچھا۔''

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا۔

وہ ایک حیض عدت بیٹھے اور اپنے میکے میں چلی جائے۔

❀❀❀

ایک مجوسی کا واقعہ

مدونہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تیرے نکاح میں دس عورتیں ہیں تو ان میں سے چار کو اپنے پاس رکھ لے اور باقی کو الگ کر دے۔''

اور فیروز دیلمی کا بیان ہے:

''جب میں اسلام لایا تو میرے نکاح میں دو عورتیں تھیں جو سگی بہنیں تھیں۔ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان دونوں میں سے جس کو چاہے طلاق دے دے۔''

❀❀❀

طلاق کی گواہی اور خاوند کا انکار

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

''جب کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق کا دعویٰ کرے اور اس پر ایک عادل گواہ تلاش کرے تو اس کے خاوند سے حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ حلف اٹھالے گا تو گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی لیکن وہ اگر حلف سے انکار کر دے تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے مترادف ہوگا اور طلاق قائم ہو جائے گی۔''

ابن مریم کہتے ہیں:

''میں ابن قاسم کے قول پر فتویٰ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت پائی اور اسے اختیار کر لیا۔''

اور وہ اشعب کا قول ہے جس کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔

❀❀❀

تخییر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حکم

مدونہ وغیرہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب تخییر کا حکم ہوا تو حضور ﷺ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا:

''عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں جس میں اگر تم جلدی سے نہ بھی جواب دو تو تم پر کوئی الزام نہیں اور اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ لے لو۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''آپ ﷺ کو یہ علم تھا کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ ﷺ سے جدا ہونے کا حکم دینے والے نہ تھے۔''

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

ترجمہ: ''اے نبی مکرم! آپ فرما دیجیے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش (وآسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال ومتاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ۔ اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جو تم میں سے نیکو کار ہیں اجرِ عظیم۔'' (الاحزاب: ۲۹، ۳۰)

میں نے عرض کیا:

"میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے کیا مشورہ کروں کیونکہ
میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو چاہتی ہوں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"پھر باقی ازواج نے بھی وہی عمل کیا جو میں نے کیا۔ پس یہ طلاق نہ تھی۔"

اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایسی صورت میں کہ عورت کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہے یا نہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی۔ سوائے اس صورت کے کہ عورت طلاق کو پسند کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں کی طرف سے بھی یہی روایت ہے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی طرف یوں روایت کیا گیا ہے:

"جب عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے تو یہ ایک طلاق کے
مترادف ہے اور اگر وہ اپنی مرضی پر چلنا پسند کرے تو پھر یہ طلاق
بائنہ کے حکم میں ہے۔"

اور عبدالرزاق نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

"جب عورت اپنے نفس کی خود مختار ہو جائے تو وہ طلاق بائن سمجھی
جائے گی اور اگر وہ اپنے شوہر کو قبول کرے تو وہ ایک طلاق ہو
گی جس پر رجعت کا اختیار ہے۔"

اور ابن سلام نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے اور حسن سے مصنف عبدالرزاق نے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو دنیا اور آخرت میں اپنا اختیار دیا تھا لیکن طلاق میں اختیار نہ دیا تھا۔

حلال چیزوں کو حرام قرار دینا

معانی الزجاج اور نحاس میں مذکور ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ حضرت زینب بنت جحش (امام المومنین رضی اللہ عنہا) کے ہاں قیام پذیر ہو کر شہد نوش فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے اور حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے باہم مشورہ کیا کہ حضور ﷺ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں وہ حضور ﷺ سے یہ کہے کہ مجھے آپ ﷺ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔''

زجاج کا بیان ہے:

''مغافیر ایک گوند ہوتی ہے جس کی بو ناخوشگوار ہوتی ہے۔''

اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ ایک ساگ ہے۔ حضور ﷺ کو بو ناپسند تھی۔ پس جب حضور نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔''

جب نبی کریم ﷺ دوسری بیوی کے ہاں گئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اچھا یہ بات ہے، اب میں دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔''

نحاس اور زجاج کہتے ہیں:

''آپ ﷺ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور یہ بھی کہا گیا

ہے کہ آپ ﷺ نے اس پر قسم کھائی تھی۔

اور نحاس کہتے ہیں:

''حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اپنی کنیز ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت فرمائی۔ (یہ ماریہ ابراہیم کی والدہ تھیں) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے میری تحقیر کی۔ کیا آپ ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی بیوی آپ ﷺ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بے وقعت نہ تھی۔''

اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

''اس بات کی خبر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہ کرنا۔''

انہوں نے اس بات کا وعدہ کرلیا اور آپ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس پر قسم بھی کھالی۔ اس بات کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی کی اور انہیں تاکید کی یہ بات ظاہر نہ کرنا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اطلاع آپ ﷺ کو کردی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جب پیغمبر ﷺ نے اپنی بیویوں میں کسی ایک کو بات چپکے سے کہی تو اتفاق سے اس بات کا بتنگڑ بن گیا کہ اس بی بی نے اس کی خبر دوسری بی بی کو کردی جب اس نے اسے خبر کی اور خدا نے اپنے پیغمبر (ﷺ) پر اسے ظاہر کردیا تو پیغمبر (ﷺ) نے کچھ تو اس بی بی کو جتادیا اور کچھ ٹال دیا۔'' (التحریم)

پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے پیغمبر (ﷺ)! جو چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں تم انہیں اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے اوپر کیوں حرام کرو۔" (التحریم)

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اسے حرام کریں پس ہر دو تفاسیر کے لحاظ سے کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرایا ہو اسے حرام قرار دیا جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"تم مسلمانوں کے لیے اللہ نے تمہاری قسموں کے توڑ ڈالنے کا بھی ٹھہراؤ کر دیا ہے۔" (التحریم)

اس سے مراد قسم کا کفارہ ہے کیونکہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس تحریم کے ساتھ قسم بھی کھائی تھی۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ کفارہ تحریم کا کفارہ ہے۔ مفصل اور قتادہ اسی بات کے قائل ہیں اور مسروق کہتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ﷺ اس کے قریب نہ جائیں گے اس پر کفارہ کا حکم نازل ہوا جس میں ہدایت کی گئی آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ کریں۔"

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے:

"کفارہ دینا فرض کیا ہے اور اس سے ان کا اشارہ سورہ مائدہ کی ان آیات کی طرف ہے جن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"تو اس (کے توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ کھلایا جائے دس مسکینوں کو

درمیانی قسم کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو۔"(الخ)

اور حسن کہتے ہیں:

"لونڈیوں کے لیے قسم تحریم کا حکم رکھتی ہے اور آزاد عورتوں میں طلاق قراء کا قول ہے۔"

"رسول کریم ﷺ نے ماریہ رضی اللہ عنہا کے تعلق میں ایک غلام آزاد فرمایا اور یہ حکم لونڈی کے بارے میں ہے لیکن اگر آزاد عورت کو کہا جائے کہ تو حرام ہے تو اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک تین علاقوں کے مترادف ہے اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر طلاق کی نیت کرے تو وہ طلاق بائن ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ ایک طلاق پانے والی ہے۔ جس میں شوہر کو حق ہے کہ وہ رجعت کرے اور اگر قسم کا ارادہ کرے تو قسم ہے اور حسن کا قول ہے کہ عرف بعضہ کے یہ معنی ہیں کہ کسی بات کا اقرار فرمایا یعنی وہ معاملہ جو ماریہ کے ساتھ ہوا اور کسی بات سے اعراض کیا جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتائی تھی کہ اسے چھپا کر رکھیں اور وہ یہ کہ حضور ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

❀❀❀

تین سے کم طلاقیں

مصنف عبد الرزاق میں مالک اور سفیان بن عیینہ زہری سے اور انہوں نے ابن حبیب سے اور حمید بن عبد الرحمن سے اور عبد اللہ بن عتبہ سے اور سلیمان لیار سے روایت کی ہے کہ بہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ جس عورت کو اس کا خاوند ایک یا دو طلاقیں دے دے پھر وہ اسے چھوڑ دے اور پھر وہ عورت کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرے اور پھر اس کا پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے تو وہ عورت اس کے نکاح میں اپنی باقی ماندہ طلاق تک حلال ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''حضور ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا:

''وہ باقی ماندہ طلاق کے حق پر اپنے شوہر کے نکاح میں بدستور رہے۔''

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس اور شرع سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

یہ دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ نیا نکاح نئی طلاق اور ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود اور عطاء سے یہی روایت ہے اور ثوری اور معمر ہر دو فریقین کے قول کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے قربت نہ کی تو وہ عورت باقی ماندہ طلاق کی بنا پر اپنے سابقہ شوہر کے حق میں ہے اور معمر نے کہا کہ نخعی اس بات کے قائل ہیں اور میرے علم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا گیا اور یہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔

❀❀❀

ہندہ رضی اللہ عنہا کی بیعت

ابن جریر کی روایت ہے:

"فتح مکہ کے موقع پر عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا:

"آپ عورتوں سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم سے اس بات پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کو شریک نہ کرو۔"

ان بیعت کے لیے آنے والیوں میں حضرت ہندہؓ بھی تھیں جو عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ انہوں نے اپنے کفر کے زمانے میں حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیر دیا تھا۔ اس وجہ سے یہ ان عورتوں میں ایسی حالت میں آئی تھیں کہ کوئی انہیں پہچان نہ سکے۔ اس نے جب فرمان سنا تو کہنے لگی:

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن اگر بولوں گی تو حضور ﷺ مجھے پہچان لیں گے اور اگر پہچان لیں گے تو میرے قتل کا حکم دے دیں گے۔ میں اسی وجہ سے اس طرح آئی ہوں کہ پہچانی نہ جاؤں۔"

مگر وہ عورتیں سب خاموش رہیں اور ہندہ کی بات اپنی زبان سے کہنے سے انکار کر دیا۔ آخر ان ہی کو کہنا پڑا کہ یہ ٹھیک ہے۔ جب شرک سے ممانعت مردوں کو ہے عورتوں کو کیوں نہ ہوگی؟

حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھا لیکن آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

''ان سے کہہ دو کہ دوسری بات یہ ہے کہ چوری نہ کریں۔''

اس پر ہندہ نے کہا:

''میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی معمولی سی چیز کبھی کبھی لے لیا کرتی ہوں کیا خبر یہ بھی چوری میں داخل ہے یا نہیں؟ اور میرے لیے حلال بھی ہے یا نہیں؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ یہ سنتے ہی کہنے لگے:

''میرے گھر میں سے جو کچھ بھی تو نے لیا ہو خواہ وہ خرچ میں آ گیا ہو یا اب بھی باقی ہو وہ سب میں تیرے لیے حلال کرتا ہوں۔''

اب تو نبی کریم ﷺ نے صاف پہچان لیا کہ یہ میرے چچا حضرت حمزہ ؓ کی قاتلہ اور ان کے کلیجے کو چیرنے اور پھر اسے چبانے والی عورت ہندہ ہے۔ آپ ﷺ انہیں پہچان کر اور ان کی گفتگو سن کر اور یہ حالت دیکھ کر مسکرا دیئے اور انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے آ کر معافی مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم وہی ہندہ ہو؟''

ہندہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''جی ہاں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جاؤ آج میں نے تمہیں معاف کیا۔'' (ابن کثیر)

❀❀❀

حضرت میمونہ سے نکاح

حضرت عامر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ایسی حالت میں نکاح کیا جب آپ ﷺ حالت احرام میں تھے اور اس کے علاوہ مسلم نے یزید بن مسلم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے:

''مجھ سے میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ نے ایسی حالت میں مجھ سے نکاح کیا جبکہ آپ ﷺ حالت احرام میں تھے۔''

واضحہ میں ہے:

''آپ ﷺ غیر محرم تھے۔''

اور یہ بھی ذکر ہے:

''آپ ﷺ مقام سرف میں تھے کہ آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لائے۔''

اور امام مالک نے فرمایا:

''جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ میں سال حدیبیہ میں ان کے ساتھ نکاح کیا تو قریش نے کہا کہ آپ ﷺ ان کو مکہ میں اپنے گھر لائیں۔ پس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور مقام سرف میں انہیں اپنے گھر لائے۔''

ماہ حرام میں جنگ نہ کرنے کا حکم

ابن نحاس کی کتاب معانی القرآن' اسماعیل قاضی کی کتاب احکام القرآن اور سیرۃ ابن ہشام میں مروی ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مہم پر عبداللہ بن جحش رشدی کو مامور کیا اور اس کے ساتھ مہاجرین کی ایک جماعت کو جانے کا حکم دیا۔ انصار ان میں کوئی نہ تھا۔''

احکام میں لکھا ہے:

''یہ ماہ رجب کی آٹھ تاریخ کا واقعہ ہے۔''

بعض ارباب سیر نے کہا ہے:

''ماہ رجب کی کوئی آخری تاریخ تھی۔''

احکام میں یہ بھی درج ہے:

''یہ جمادی الثانی کا واقع ہے۔ کیونکہ ذکر کیا گیا ہے کہ ابن خضرمی کو جمادی الثانی کے آخری دن اور رجب کے پہلے دن قتل کیا گیا۔ بہرحال جب حضور ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو اس مہم کے لئے مامور کیا' تو ان کے سپرد ایک تحریر کی اور ہدایت کی کہ اس کو نہ پڑھنا تاوقتیکہ تم فلاں مقام پر نہ پہنچ جاؤ، اور نیز یہ کہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس تحریر کی تعمیل پر مجبور نہ کرو۔ پس جب

وہ دو یوم چل چکے' تو اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو چلتے رہو' یہاں تک کہ نخلہ کے مقام پر مابین مکہ و طائف پہنچ جاؤ۔ وہاں پہنچ کر قریش کا انتظار کرو اور ہمارے لیے ان کی مختلف خبریں معلوم کرو۔"

جب عبداللہ نے اس تحریر کو پڑھا' تو اس کے منہ سے انا للہ و انا الیہ راجعون نکلا، اور اس نے کہا میں سر آنکھوں کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو شخص میرے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہے' وہ چلے اور جو شخص واپس ہونا چاہیے' وہ واپس ہو جائے کیونکہ حضور نبی ﷺ نے مجھے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ میں اس بارے میں اپنے کسی ساتھی کو مجبور کروں۔"

اسمٰعیل قاضی اور نحاس نے کہا ہے:

"عبداللہ کے اس کہنے پر ان میں سے دو آدمی واپس چلے گئے،

اور سیرۃ ابن ہشام میں درج ہے:

"ان میں سے کوئی آدمی واپس نہیں ہوا، لیکن جب وہ مقام بحران پر پہنچے' جو فرع کے اوپر کی طرف ہے تو ان میں سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا جس پر وہ دونوں باری باری سوار ہوتے چلے آ رہے تھے۔ پس وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ آگے نکل گئے۔ یہاں تک کہ نخلہ میں جا اترے' جہاں رسول اللہ ﷺ نے ان کو اقامت کرنے کا حکم دیا

تھا۔ اتنے میں قریش کا قافلہ وہاں سے گذرا' جو قریش کا مال تجارت مثل کشمش' چمڑہ وغیرہ لے جا رہا تھا۔ اس قافلے میں عمر بن الحضرمی' عبداللہ بن عباد اور مالک بن عباد بھی تھے۔ ان میں سے آخر الذکر شخص صدف کا بھائی ہے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس قافلے کے بارے میں اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم آج کی رات ان لوگوں کو چھوڑ دیں گے تو وہ ضرور حرم کے علاقہ میں داخل ہو جائیں گے اور اس طرح ہم سے بچ جائیں گے، لیکن اگر ہم ان کو قتل کریں گے تو ماہ حرام میں قتل کریں گے۔ پس ان لوگوں کو اس بارے میں تردد پیدا ہوا، لیکن بعد میں انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اہل قافلہ میں سے جس کسی پر قابو پائیں' اُسے قتل کر دیں اور اس کا مال چھین لیں چنانچہ اس پر واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر پتھر پھینکا اور اسے مار ڈالا، اور عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن کسانی کو قید کر لیا، لیکن نوفل بن عبداللہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے نکل بھاگا اور وہ اس پر قابو نہ پا سکے۔ پھر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی قافلہ کا مال اور دونوں قیدیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔

جب مدینہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''میں نے تم لوگوں کو ماہ حرام میں جنگ کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔''

پھر قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو قبول کرنے سے یکسر انکار فرمایا۔ اس پر ان لوگوں کے ہوش اڑ گئے اور انہوں نے

خیال کیا کہ ہم برباد ہو گئے۔ دوسرے مسلمان بھی ان لوگوں سے سخت برہم ہو گئے اور قریش نے کہا محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے شہر الحرام کی بے حرمتی کی' اس میں خون بہایا' مال لوٹا اور لوگوں کو قید کر لیا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص یہود کی تردید کرنا چاہتا تھا' وہ کہتا تھا کہ انہوں نے یہ قتل شعبان میں کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ بدفال ان لوگوں پر ہی ڈال دی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی:

ترجمہ: ''وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہِ حرام میں جنگ کرنے کا حکم کیا ہے، آپ فرمائیے کہ لڑائی کرنا اس میں بڑا گناہ ہے، لیکن روک دینا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور (روک دینا) مسجد حرام سے، اور نکال دینا اس میں بسنے والوں کو اس سے، اس سے بھی بڑے گناہ ہیں اللہ کے نزدیک، اور فتنہ (وفساد) قتل سے بھی بڑا گناہ ہے، اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر بن پڑے، اور جو پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جائے حالت کفر پر یہی وہ (بدنصیب) ہیں کہ ضائع ہو گئے ان کے عمل دنیا و آخرت میں، اور یہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (سورہ البقرہ)

یعنی اگرچہ ابن الحضرمی کا قتل برا ہے' لیکن فتنہ اس سے بھی برا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اور بت پرستی کرنا ان سب سے برا ہے۔ پس مسلمان جس خوف و ہراس میں تھے اللہ تعالیٰ نے اسے رفع کر دیا۔ پس حضور ﷺ نے قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے آپ ﷺ کی طرف عثمان بن

عبداللہ اور حکیم بن کسانی کے لیے فدیہ کا پیغام ارسال کیا' تو حضور ﷺ نے جواب دیا:

''ہم ان کے بدلے میں اس وقت تک فدیہ نہ قبول کریں گے'
جب تک ہمارے دونوں آدمی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ
بن غزوان رضی اللہ عنہ واپس نہ آجائیں۔ کیونکہ ہمیں ان کے متعلق تم سے
خطرہ ہے۔ پس اگر تم نے ہمارے ان آدمیوں کو قتل کر دیا' تو ہم
تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔''

لیکن اس اثنا میں سعد رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے' تو آپ ﷺ نے ان ہر دو کو فدیہ کی ادائیگی کے بعد رہا کر دیا، لیکن بعد میں حکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا اور ایک مخلص مسلمان بن گیا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہ گیا اور بیر معونہ کے واقعہ میں اسے شہادت نصیب ہوئی اور عثمان مکہ چلا گیا اور وہیں بحالت کفر مر گیا۔

مکی کی کتاب ہدایہ میں درج ہے:

''یہ پہلی جنگ تھی' جو مسلمانوں اور کفار کے مابین واقعہ ہوئی اور یہ
پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور وہ پہلا مقتول تھا جو کفار
کی طرف سے قتل ہوا۔''

نیز اسمٰعیل کی کتاب الاحکام میں درج ہے:

''یہ پہلا مقتول ہے جو مشرکوں میں سے قتل کیا گیا۔''

مکی نے یہ بھی ذکر کیا ہے:

''ابن وہب نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے مال غنیمت
واپس دے دیا اور مقتول کی دیت ادا کر دی اور یہ واقعہ ہجرت
سے چودہ ماہ بعد ہوا۔''

اور اسماعیل قاضی نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو

سر بہ مہر تحریر دینے اور دو دن تک نہ پڑھنے کی ہدایت دینے میں یہ فقہی مسئلہ ہے کہ ایسی وصیت پر جو سر بہ مہر ہو شہادت جائز ہے اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر اسلاف کا قول ہے اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وصیت کی سر بہ مہر تحریر پر شہادت جائز نہیں۔ اس لیے کہ شاید اس میں کسی کی حق تلفی ہو۔

❀❀❀

کفار کے ساتھ صلح کا مسئلہ

ابوعبیدہ کہتے ہیں:

''ایک مدت معینہ کے لیے مشرکین کے ساتھ صلح اور التوائے جنگ کے مسئلہ پر اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ان کے ساتھ صلح جائز ہے۔ اور اپنے اس خیال کی تائید میں وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پیش کرتے ہیں:

''اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر توکل کرو۔ بے شک وہی سننے والا، علم والا ہے۔''

اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو امیر المومنین کو بھی صلح کی طرف جھکنے میں کراہت نہیں ہوتی۔ اگر یہ گمان ہو کہ دشمن صلح کے پردے میں کوئی چال چلے گا تو یہ دیکھنا چاہیے کہ جس وحدہ لا شریک نے مومنین سے پہلے کوئی جھکنے کی کوشش کرے گا تو وہ گناہ گار ہوگا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے تقدم کا مرتکب ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

''(اے فرزندانِ اسلام!) ہمت مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو، تم ہی غالب آؤ گے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔'' (سورہ محمد، آیت: ۳۵)

یہ ہر دو آیات محکمات ہیں کہ جب مشرک صلح کے لیے بلائیں تو ان کی درخواست کو قبول کرلو، اور اگر مسلمانوں میں قوت ہو تو وہ ان کو صلح کی طرف نہ بلائیں۔ یہ

قول حضرت امام مالک کا ہے۔ایک دوسری جماعت کا خیال ہے کہ ان کے ساتھ کسی صورت میں بھی صلح جائز نہیں۔ان کے ساتھ تو جنگ ہی کرنی چاہیے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں۔ یا جزیہ ادا کریں اور اس جماعت کے خیال میں سورۃ انفال کی مندرجہ بالا آیت سورۃ محمد کی آیات قتال کے ساتھ منسوخ ہے۔ یہ ابن عباس کا خیال ہے اور ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جب مسلمان ان کی جنگ سے عاجز آجائیں تو کچھ مال کے عوض میں ان کے ساتھ صلح کر لینا جائز ہے۔جو مسلمان ان کو ادا کر دیں گے اور مروی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان اور عبدالملک بن مروان نے ایسا کیا ہے۔اس کا ذکر اوزاعی نے کیا ہے اور صلح کی اجازت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل رسول کریم ﷺ کا وہ فرمان ہے جو حضور ﷺ نے صفوان بن امیہ کو دیا۔ جب حضور ﷺ نے وہب بن عمیر کو اس کی طرف اپنی چادر دے کر کہلا بھیجا کہ صفوان کے لیے دو ماہ کے واسطے امن ہے۔پھر فرمایا:

"اے ابن ابو وہب صلح کر لو۔"

اس نے جواب دیا:

"میں صلح نہیں کروں گا۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"اچھا تمہیں چار ماہ کے لیے آزادی ہے۔"

اوزاعی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان روم کے سرکش بادشاہ کو ہر روز ایک ہزار دینار ادا کرتا تھا۔اس واقعہ کو ولید بن مسلم نے اوزاعی کی روایت کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ امیر معاویہ نے صفین میں ایسا ہی کیا اور عبدالمالک نے زبیر کے زمانہ میں ایسا ہی کیا۔

حاملہ عورت کے ساتھ نکاح

مصنف عبدالرزاق میں سعید بن میب کی زبانی مروی ہے جنہوں نے انصار کے ایک شخص بصرہ نامی سے روایت کی:

”جب میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ہم دونوں الگ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ حاملہ ہے۔“

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا:

”یہ عورت مہر کی حق دار ہے۔ کیونکہ تم نے اس سے صحبت کی اور بچہ تیرے لیے غلام ہے اور جب عورت وضع حمل سے فارغ ہو جائے تو اسے درے لگاؤ۔“

اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو الگ کر دیا۔

اور موطا امام مالک، صحیح بخاری، مسلم اور نسائی میں فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے:

ان کے خاوند ابوعمر بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دی۔ اور مسلم اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی ہے کہ اسے آخری طلاق دی۔ اس کے بعد اس نے شام سے کسی آدمی کے ہاتھ ان کے لیے کچھ جو ارسال کئے اس پر فاطمہ ناراض ہوئی۔ اور اس نے کہا:

”تمہاری طرف سے اب مجھ پر کوئی حق نہیں۔“

اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے:

”حارث بن ہشام نے اس طرف خرچ بھیجا تو وہ ناراض ہوئی۔

اس نے کہا:

''ہمارے ذمے تمہارا خرچ نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ تو حاملہ ہو، اور نہ تو ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے سوائے اس صورت کے کہ اس بارے میں ہماری رضامندی اور اجازت حاصل ہو۔''

مسلم میں وارد ہے:

''اس کی طرف پانچ صاع جو یا پانچ صاع کھجور بھیجے گئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے اس امر کا ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''تیرے لیے نفقہ واجب نہیں۔''

مسلم کی کتاب میں فاطمہ کی زبانی درج ہے:

''میں نے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر اور خرچ کے معاملے میں رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں تنازعہ کیا تو حضور ﷺ نے دونوں مطالبات کے بارے میں میرے خلاف فیصلہ کیا۔''

اور نسائی کا بیان ہے:

''حضور ﷺ نے اسے حکم دیا۔''

''تم ام شریک کے ہاں عدت کا زمانہ گزارو۔''

اور اس کے بعد فرمایا:

''اس عورت کے ہاں میرے اصحاب کی آمدورفت ہے۔ اس لیے تم ابن مکتوم کے پاس جو نابینا ہے اپنی عدت کی مدت گزارو۔ کہ تم وہاں آزادی کے ساتھ رہ سکو گی، اور جب تم عدت گزار لو تو مجھے اطلاع دو۔''

پس جب میں نے عدت کا زمانہ بسر کر لیا تو حضور ﷺ کو اطلاع دی اور ساتھ

ہی میں نے یہ عرض کیا:

''معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم ہر دو نے مجھے نکاح کے پیغامات بھیجے ہیں۔''

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

''ابوجہم تو کبھی اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا، اور معاویہ مفلوک الحال ہے اس کے پاس مال نہیں۔ اس لیے تو اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔''

لیکن میں نے اسامہ کو ناپسند کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے دوبارہ فرمایا:

''تو اسامہ سے نکاح کر لے۔''

پس میں نے ان سے نکاح کر لیا۔

''اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتری دی یہاں تک کہ میری حالت قابل رشک ہوگئی۔''

خطابی کہتے ہیں:

''فاطمہ کا یہ کہنا ہے:

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں تنازعہ کیا تو آپ ﷺ نے نہ میرے رہنے کے لیے گھر سے چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اس کی حکمت سمجھنے سے قاصر رہی۔ اندریں حالات اس نے یہ گمان کیا کہ مجھے گھر کا حق ہی حاصل نہیں اس لیے اس نے کہا کہ حضور ﷺ نے میرے لیے رہنے کے گھر اور خرچ کا میرے حق میں فیصلہ نہ کیا حالانکہ حضور ﷺ کا یہ کہنا کہ تو اپنی عدت کے دنوں کو ابن مکتوم کے ہاں گزارے اس کے حق کو واجب کر

رہا ہے۔"

فائدہ نمبر 1: دو آدمیوں کے لئے ایک عورت سے نکاح کی درخواست کرنا جائز ہے۔

2- ایک قریشی عورت کا نکاح غلام سے جائز ہے کیونکہ فاطمہ قریشیہ تھیں اور اُسامہ بن زید غلام۔

3- اگر کوئی شخص نکاح کی درخواست کرے تو اس کے نقائص کا اظہار غیبت میں داخل نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے اس میں ابوجہم کی سختی اور معاویہ کی غریبی کا ذکر کیا ہے اور اہل علم نے ایسے شخص کے بارے میں اور کسی مقدمہ میں اور کسی امام کی تفتیش حالات کے بارے میں اس قسم کے اظہار بیان کی اجازت دی ہے۔

4- کسی شخص کا عیب کسی حد تک مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ اگرچہ ابوجہم سوتا بھی تھا کھاتا بھی تھا اور بیٹھتا بھی تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس کی حالت اسی طرح بیان فرمائی کہ وہ کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں۔

5- طلاق یافتہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر سے نکلنا مباح ہے جب اس کی باتوں سے اس کے شوہر کے گھر والوں کو دکھ پہنچے۔ جس طرح فاطمہ نے کیا اور یہ نامناسب بات ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ بے حیائی سے نکل آئیں اور اس بات کو ابن مزین نے بیان کیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فاطمہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں مکان کی خرابی کی شکایت کی تھی اور اس پر حضورؐ نے انہیں اس بارے میں اجازت دی۔

6- طلاق بتہ والی عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں ہے اور بعض اہل علم اسی واقعہ کی بنا پر یہ بھی کہا ہے کہ ایسی عورت کے لیے رہنے کے گھر کا حق بھی نہیں۔

7- اجنبی لوگ اور نیک اور صالح خاتون کی زیارت کے لیے جاسکتے ہیں۔

8- کوئی شخص جو حاضر نہ ہو اس کی غیبت میں اس کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ ابوعمر نے فاطمہ کو ایسی حالت میں طلاق دی تھی کہ وہ شام میں تھا۔ اس نے مکان کو تبدیل کیا اور حالانکہ وہ موجود نہ تھا اور حضور نبی ﷺ نے فاطمہ کو اجازت دی اور یہ خیال اصیلی کا ہے۔

مصنف ابی داؤد میں وارد ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے خدا کے حکم اور اپنے رسول ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں کیا معلوم ہو کہ اس کا حافظہ صحیح ہو یا نہ ہو۔"

اقراء سے کیا مراد ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں کہ یہ وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ ان میں عورتوں کو طلاق دی کرے یہ دلیل ہے کہ عدت' قرء اور طہر ہے۔"

اور یہ قول حضرت امام مالک کا ہے۔ کہ اقراء سے مراد اظہار نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے جو مذکورہ کتابوں کے علاوہ ایک اور کتاب کے اولین باب میں شعیب بن ابن زریق کی روایت کے مطابق ہے کہ عطاء خراسانی نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حسن اور حسن نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اور پھر چاہا کہ اس کے بعد دو طہروں کے وقت دو طلاقیں اور دیں تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے تم کو یوں حکم نہ دیا تھا تم نے سنت میں غلطی کی اور سنت یہ ہے کہ تم طہر تک انتظار کرو اور پھر ہر قراء پر طلاق دو۔"

پس میں نے حضور اکرم ﷺ کے حکم کے ساتھ اس طلاق سے رجعت کر لی اور آپ ﷺ نے حکم دیا:

"جب وہ پاک ہو جائے تو اس وقت اسے طلاق دو یا اسے رکھ لو۔"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں نے اسے تین طلاقیں دی ہوں تو مجھے رجعت کا کیا حق ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ علیحدہ ہو چکی۔ اب ایسا کرنا گناہ ہوگا۔"

دوسرے اہل علم شعیب بن زریق کے متعلق کلام کرتے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور نیز نسائی کی کتاب میں ابوطلحہ کے آزاد کردہ غلام محمد بن عبدالرحمن کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے:

"پس اس سے رجوع کرے اور پھر اسے بحالت طہر یا بحالت حمل طلاق دے۔"

اور محمد بن عبدالرحمن کے بارے میں کوئی کلام نہیں۔

مصنف ابوداؤد میں یہ بھی ہے:

"رکانہ نے اپنی بیوی سمیہ کو قطعی طلاق دے دی۔ پھر نبی ﷺ کو اس بات کی خبر دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"واللہ تیرا ارادہ صرف ایک طلاق کا ہوگا۔"

تو رکانہ نے کہا:

"واللہ! میرا ارادہ صرف ایک ہی طلاق کا تھا۔"

پس رسول اللہ ﷺ نے عورت کو لوٹا دیا۔

عبداللہ بن ولید سے مروی ہے کہ انہوں نے ابرہیم سے اور انہوں نے داؤد سے اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا:

"میرے دادا نے اپنی ایک بیوی کو ایک ہزار طلاق دی۔ تو میں انہیں حضور

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا، اور اس معاملہ کا ذکر کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تیرے دادا نے خوف خدا نہیں کیا۔ اسے صرف تین طلاقوں کا حق حاصل ہے۔ 997 طلاقیں زیادتی اور ظلم ہے پس اگر خدا چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔"

❀❀❀

ظہار کے بارے میں حکم

معانی زجاج وغیرہ میں ہے:

انصار کی ایک عورت خولہ بنت ثعلبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! اوس بن صامت نے مجھ سے نکاح کیا۔ اس حالت میں کہ میں جوان پسندیدہ تھی۔ پھر جب میری عمر ڈھل گئی، اور میرا پیٹ پھیل گیا۔ مجھ سے بہت سی اولاد پیدا ہوگئی۔ تو اس نے مجھے اپنی ماں کے مثل ٹھہرالیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

"تیرے بارے میں فی الحال میرے پاس کوئی فیصلہ نہیں۔"

اس عورت نے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی۔ اور کہا:

"الٰہی! میرا شکوہ تیری درگاہ میں ہے۔"

روایت میں یہ بھی ہے:

اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے حضور اپنی گفتگو کے سلسلے میں کہا:

"میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں اپنے ساتھ رکھوں تو یہ بھوکے مریں گے۔"

پس اللہ تعالیٰ نے اظہار کے کفارہ کے حکم صادر فرمایا مفضل نے بیان کیا

ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا:

”کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے۔“

اس نے کہا: نہیں۔“

رسول اللہ ﷺ فرمایا:

”کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔“

اس نے جواب دیا:

”میرے پاس کچھ بھی نہیں۔“

اس پر حضور اکرم ﷺ نے اسے پندرہ صاع غلہ کی مدد دی، اور کسی اور نے بھی پندرہ صاع کی مدد دی۔ یہ غلہ اس نے ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دیا یعنی ہر مسکین کو نصف صاع، اور ایک اور حدیث میں وارد ہے:

”حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا:

”میرے پاس ایک ٹوکرے میں ساٹھ کھجوریں لاؤ۔“

وہ لے آئے، تو فرمایا:

”یہ اپنے اور اپنی بیوی کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو دے دو۔“

اس نے کہا:

”یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں اور باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔کوئی شام اور صبح گزرنے والا ایسا نہیں۔ جو میرے اور میرے اہل سے زیادہ اس ٹوکرے کا حق دار ہو۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا، اور کہا:

”تم اور تمہارے اہل اسے کھالیں۔“

مدونہ وغیرہ میں ہے:

''جو طعام حضور اکرم ﷺ نے اسے دیا تھا وہ جو تھے۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''ظہار کا کفارہ ایک مد غلہ کے برابر ہے۔ جو شام کے مد کے برابر ہو۔''

اور حضور نبی ﷺ کے مد کے مقابلہ میں 2/3 ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں:

''ہر مسکین کے لیے گیہوں وغیرہ کا ایک مد ہے۔''

اور امام ابو حنیفہ پہلی حدیث سے۔ اور اسی طرح غیر مسلم غلام کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام مالک اور امام شافعی کا خیال ہے:

''مسلمان غلام کے آزاد کرنے کے سوائے اور کسی کی اجازت نہیں۔''

لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں:

''نہیں یہودی اور نصرانی ہی کافی ہے۔''

❀❀❀

چوری کے مال کے بارے میں حکم

دلائل اصیلی میں عکرمہ بن خالد سے مروی ہے:

''امید بن عفیر نے ان سے بیان کیا۔ کہ امیر معاویہ نے مروان کو لکھا، کہ اگر کسی شخص کا مال چوری ہو جائے، اور مال کا مالک اپنے مال کو بجنسہ دیکھ لے۔ تو وہ سب سے زیادہ اس کا حق دار ہے۔ پس مروان نے میری طرف تحریر کیا۔ جب کہ میں یمامہ میں تھا۔ پس میں مروان کی طرف لکھا۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے:

''جب کسی جگہ چوری کا مال پایا جائے۔ اور وہ شخص جس کے پاس مال پایا جائے زیر الزام نہ ہو۔ وہ اگر چاہے تو اس کا ملک اس مال کی قیمت ادا کر کے اسے لے لے۔ پھر اپنے چور کی تلاش رکھے۔''

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بات پر فیصلہ کیا ہے۔ مروان نے میرا یہ خط معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ تو معاویہ نے مروان کی طرف تحریر کیا:

''تم اور بن جعفر میرے امور میں میرے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے، اور اس میں میں تمہارے خلاف فیصلہ کرتا ہوں۔ پس جو حکم میں نے دیا ہے۔ اسی پر عمل کرو۔''

ابن حفیر کہتے ہیں:

''مردان نے معاویہ کا خط میرے پاس بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ جب تک اختیار میرے سپرد ہے۔ میں اس کے مطابق فیصلہ نہ کروں گا۔''

نیشاپوری کہتے ہیں:

''مجھے معلوم نہیں کہ فقہا میں سے کوئی شخص اس کا قائل ہو۔ سوائے اسحق بن راہویہ کے۔''

امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا:

''کیا آپ امید بن حضیر کی حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔''

انہوں نے فرمایا:

''نہیں۔''

اس بارے میں فقہا کا باہم اختلاف ہے۔ میں نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ جسے ہشیم نے موسیٰ بن سائب سے اور انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے حسن سے انہوں نے ثمرہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنا مال کسی دوسرے شخص کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم

موطا بخاری اور مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ابوطلحہ مدینہ میں سب سے زیادہ نخلستانوں کے مالک تھے، اور ان میں سے خطہ بیر حا ان کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ جو مسجد کے سامنے واقعہ تھا رسول کریم ﷺ کبھی کبھی اس میں تشریف لے جاتے۔ اس کا لذیذ پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

ترجمہ: ''ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہِ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔''

(آلِ عمران: ۹۲)

تو ابوطلحہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! اپنے مالوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند بیر حا کا خطہ ہے۔ اسے میں خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے اجر کی امید کرتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اسے جہاں مناسب سمجھیں خرچ فرمائیں۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

''یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔''

انہوں نے کہا:

"جو کچھ آپ ﷺ نے کہا ہے۔ وہ میں نے سن لیا ہے۔ پس میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اس خطہ کو اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیں۔"

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے:

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اسے تم اپنے محتاج قریبیوں کو دے دو۔"

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"پس طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابی کعب رضی اللہ عنہ کے لیے مختص کر دیا۔ اور وہ دونوں میرے مقابلے میں ان سے زیادہ قریب تھے۔"

اس واقعہ میں یہ فقہی نکتہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میرا مال صدقہ ہے، اور یہ ظاہر نہ کرے کہ فقراء وغیرہ کے لیے ہے، تو جائز ہے، اور اسے اپنے عزیزوں میں جہاں چاہے دے دے، اور بعض کہتے ہیں۔ جائز نہیں۔ بلکہ اسے ضرور ظاہر کرنا چاہئے کہ کس کے لیے ہے، اور ان میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے، اور اس میں دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کوئی زمین صدقہ کرے، اور ظاہر کرے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ صدقہ کر دینا اسے ظاہر کر دینے کے مترادف ہے اور یہ سب بخاری میں ہے۔

❀❀❀

ودیعت یا امانت کے متعلق احکام

احکام ابن زیاد میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”رہن پر کوئی تاوان نہیں۔“

اور اہل علم کہتے ہیں:

”ایسی حالت میں اس میں کوئی کمی بیشی کرے۔“

اور احکام کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ہر ہاتھ کے ذمہ ہر اس چیز کا واپس لوٹانا ہے۔ جس نے اس پر قبضہ کیا۔“

اور بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے:

”امانت کا ضامن ہونا پڑتا ہے۔“

جس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

”امانتیں ان کے اہل کو واپس کرو۔“

اور ابن سلام وغیرہ نے ذکر کیا ہے:

”یہ آیت کعبہ کی ودیعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کعبہ کی چابی کے لیے درخواست کی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”امانتیں اہل امانت کو واپس کرو۔“

پس آپ ﷺ نے چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

ایک اور حدیث میں ہے:

''شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کو دی۔''

اور ان میں سے پہلا قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ زیادہ مشہور ہے۔

اور روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پکار کر فرمایا:

''عثمان کہاں ہے؟''

تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟''

اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نسبتاً چھوٹے قد کے تھے۔ بنی الحضرمی میں سے ایک شخص نے ان کو اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی چابی ان کے حوالے کر دی۔ آپ ﷺ نے کنجی عطا کر کے فرمایا:

''اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اس کو سنبھالو ہمیشہ کے لیے۔ اور تم پر اس کے لیے کوئی ظلم نہ کرے گا، مگر ظالم۔''

اور ایک روایت ہے:

''مگر کافر۔''

یہ واقعہ سال حجۃ الوداع کا ہے۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ اسی طلحہ کے بیٹے تھے۔ جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں بعد مقابلہ قتل کیا تھا۔

اور جب امین یہ کہے کہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہو گئی ہے تو اسے حلف دلانے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو یہ کہتے ہیں:

"حلف لیا جائے۔ اگرچہ وہ رہن ہی ہو۔"

مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"حلف نہ لیا جائے۔ مگر ایسی صورت میں کہ وہ بدنام ہو۔"

ابن منذر نے اشراف میں کہا ہے:

"قسم لینا زیادہ صحیح اور زیادہ اچھا ہے۔"

ابن نافع نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مبسوط میں روایت کی ہے:

"جب قرض گیر دعویٰ کرے کہ سارا مال یا مال کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ تو اس سے حلف لینا چاہیے۔ خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔"

اور یہی قول ابن مواز کا ہے۔ اور واضحہ میں ہے:

"اس سے حلف نہ لیا جائے۔ مگر یہ کہ بدنام ہو یا بد دیانت ہو۔"

اور مبسوط میں ودیعت کے تلف ہو جانے کے بارے میں یہ ہے:

"اسے بہرحال حلف لیا جائے۔"

اسی طرح مدونہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابن مالم کا قول مروی ہے:

"حلف لیا جائے۔ خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔"

❀❀❀

ناجائز بچے کے بارے میں حکم

ابن نصر مروزی کی کتاب میں درج ہے:

''اہل عراق وحجاز، شام ومصر اس بات پر متفق ہیں:

''زانی کے ساتھ نسب ملحق نہیں ہوتا۔''

اور اسحٰق بن راہویہ کا خیال ہے:

''زنا کا بچہ جب اس شخص کے بستر پر پیدا نہ ہوا ہو جس کے بستر پر پیدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو وہ اس کا وارث نہیں۔ جب زانی اس کا دعویٰ کرے۔ تو وہ اس کے ساتھ منسوب کیا جائے گا۔''

اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس قول کی تاویل کی ہے:

''بچہ بستر کے لیے ہے۔ اور زناکار کے لیے پتھر ہے۔''

اور اس روایت سے ان کی یہ دلیل ہے جو حسن سے ایک آدمی کے متعلق کی گئی ہے۔ اس نے ایک عورت سے زنا کیا۔ پس اس عورت کے بچہ پیدا ہوا۔ تو اس شخص نے اس بچہ کا دعویٰ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کو درے لگائیں جائیں۔ اور بچہ اس سے متعلق کر دیا جائے۔''

❀❀❀